چھوٹے سلطان
مُحمد شُعیب
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.paksociety.com

مکمل ناول

چھوٹے سلطان

محمد شعیب

"**لیکن** بڑے سلطان۔۔!!" اس نے عاجزانہ اپنی گردن کو قدرے جھکالیا۔ آنکھوں میں منت سماجت تھی مگر اس کی منتیں بھلا بڑے سلطان کی آنکھوں میں کیسے داخل ہو سکتی تھیں؟ اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے انہوں نے اپنی چادر کو ایک جھٹکے سے کندھے پر دھکیلا اور اس کی ذات کو فراموش کرتے ہوئے آگے کو بڑھ دیئے جبکہ یعقوب علی ابھی تک اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنی گردن کو خم دیئے ہوئے دونوں ہاتھوں کو جوڑے ہوئے تھا۔

"دیکھ یعقوب علی۔۔۔ تیری لڑکی سترہ سال کی ہوگئی ہے۔ گھر کے کام کاج بھی سیکھ چکی ہے اور سب سے بڑی بات اس کی پہلے سے ہی تیرے بھتیجے کے ساتھ نسبت طے ہو چکی ہے۔" بڑے سلطان حویلی کے دیوہیکل دروازے پر نظریں جمائے بارعب لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"نہیں بڑے سلطان۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میری بیٹی ویسی نہیں ہے۔۔" جھٹ دبے لہجے میں بڑے سلطان کے خطرے کی تردید کی اور اٹھ کر بڑے سلطان کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ تیری بیٹی ایسی نہیں ہے تبھی تیری بیٹی کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے تجھ پر پورا یقین ہے۔ اب جا اپنی بیٹی کو کل سے بھیج دے۔ ابھی ایک ہفتہ باقی ہے جانے میں کچھ سیکھ لے گی۔۔"

"لیکن۔۔۔" یعقوب علی نے پہلی بار نظریں اٹھانے کی کوشش کی تو بڑے سلطان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کروادیا۔

"مجھے کوئی بات نہیں سننی۔۔۔ میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔۔۔ کل سے تیری بیٹی اس حویلی میں موجود ہونی چاہئے۔۔۔ ورنہ۔۔۔" ایک جھٹکے سے پلٹے اور بات کو ادھوری چھوڑ کر زینے کی طرف چل دیئے اور یعقوب علی بس انہیں جاتا دیکھتا رہ گیا۔

☆......☆......☆

"لیکن بانو کے ابا۔۔۔ بانو تو ابھی چھوٹی ہے۔۔۔ اور پھر شہر میں بھیجنا۔۔۔ اور وہ بھی۔۔۔" یعقوب علی نے گھر آتے ہی ساری باتیں بانو کی اماں کو بتادیں۔ جسے سن کر ایک لمحے کے لئے وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔ بانو اس وقت گھر میں موجود نہ تھی۔ وہ کسی کام سے ہمسائے کے گھر تھی۔ ایسے میں وہ دونوں باآسانی بات کر سکتے تھے۔

"بڑے سلطان نے میری ایک نہیں سنی۔۔۔ بس اپنی بات پر قائم ہیں۔۔" یعقوب علی کے لہجے میں اب فکرمندی تھی۔ وہ دونوں چولہے کے پاس بیٹھے بات کر رہے تھے۔

"لیکن بانو کے ابا۔۔۔ ایسے کیسے بڑے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سلطان کے کہنے پر ہم اپنی بیٹی کو کسی کے بھی ساتھ بھیج سکتے ہیں؟ مانا کے وہ اس گاؤں کے سلطان ہیں۔ بڑے بڑے فیصلے کرتے ہیں لیکن کسی کی بہو بیٹی کے بارے میں تو فیصلہ کرنے کا ان کا کوئی حق نہیں ہے اور بانو اب ہماری ہی تو بیٹی نہیں ہے۔ تمہارے بھائی کی ہونے والی بہو ہے۔ اگر انہوں نے اعتراض کیا تو۔۔۔؟'' بانو کی اماں کی اس بات پر یعقوب علی بھی سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے ابھی تک اپنے بھائی سے بات کر کے اس کی رضامندی حاصل نہیں کی تھی۔

''میں تو کہتی ہوں کہ اپنے بھائی سے بات کر۔۔۔ آخر بانو ان کی ہونے والی بہو ہے۔ جوان کا فیصلہ ہو، وہی بات بڑے سلطان سے کر دیں۔'' بانو کی اماں نے جیسے سب کچھ بانو کے ہونے والے سسرال پر چھوڑ دیا۔ یعقوب نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پہلی فرصت میں ہی اپنے بھائی سے بات کی۔

☆......☆......☆

آج بانو نے پہلی بار حویلی میں قدم رکھا تھا۔ اپنے کپڑوں کی گٹھڑی ہاتھوں میں لئے اس نے چوکھٹ پار کی تو حویلی کی تابناکی اور شان و شوکت دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ پوری حویلی سفید ماربلز سے بنی آنکھوں کو اپنے سحر میں جکڑے ہوئے تھی۔ اس نے حیرت کے ساتھ چھت کی طرف دیکھا تو ایک بڑا سا جھومر تھا۔ جو خاموش ہوا میں بھی ایک ساز الاپ رہا تھا۔ وہ ایک وقت تک اس کی طرف دیکھتی رہی۔ اس نے پوری زندگی اتنا بڑا جھومر نہیں دیکھا تھا۔ تبھی ایک گرج دار آواز اس کی سماعت میں گونجی۔

''اے لڑکی! کون ہے تو؟'' آواز کا رعب اس قدر تھا کہ اس کے ہاتھوں کی گٹھڑی خود بخود نیچے گر گئی۔ کپکپاتی ٹانگوں سے پلٹی تو ایک دراز قد نوجوان کو اپنے مدمقابل پایا۔ اس وجود کی آنکھیں اسی کو گھور رہی تھیں مگر بانو اس کے سینے سے اوپر نہ دیکھ سکی مگر اس کی شرٹ سے نکلنے والے باڈی اسپرے کی خوشبو کو سونگھ سکتی تھی۔

''سنا نہیں تو نے۔۔۔ کون ہے تو؟'' ایک بار پھر وہی آواز گرجی۔ اس کے وجود میں مزید لرزش آگئی۔ اس نے بولنا چاہا مگر آواز میں کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ تبھی پیچھے سے بڑے سلطان زینے سے اترتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔

''یہ تمہاری کنیز ہے۔۔۔'' کنیز کا نام سنتے ہی جیسے بانو کے جسم سے روح نکل گئی۔ ایسا لگا اس نے یہاں آ کر زندگی کی سب سے بڑی بھول کی ہو۔ لفظ کنیز جیسے اس پر عذاب کی طرح نازل ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا تو بڑے سلطان کو سامنے پایا۔ وہ انہیں اچھی طرح پہچانتی تھی۔ گاؤں میں اکثر پنچایت میں انہی کے فیصلے کو مقدم رکھا جاتا تھا۔ ایک دو بار اس نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھاڑیوں کے پیچھے سے ان کو دیکھا تھا۔

''کنیز۔۔۔'' وہ بڑبڑائی اور استفہامیہ آنکھوں سے بڑے سلطان کی طرف دیکھا۔

''ہاں کنیز۔۔۔ چل اب جا کر کام کاج سیکھ لے اپنے۔۔۔'' بے اعتنائی برتتے ہوئے انہوں نے بانو سے کہا اور اپنے شانے پر موجود چادر کو ذرا سیدھا کیا۔

''لیکن بابا سلطان مجھے کسی کنیز کی ضرورت نہیں۔۔۔'' وہ نوجوان بانو کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھا تو بڑے سلطان بھی ہال کے درمیان میں آ کھڑے ہوئے جبکہ بانو ابھی تک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چوکھٹ کے پاس کھڑی کنیز کا لفظ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا کہ کبھی وہ کسی کی کنیز بن کر زندگی گزارے گی۔ آنکھوں میں آنسوؤں کے ایک حلقے نے جنم لیا تو سب کچھ دھندلا سا دکھائی دینے لگا۔ بڑے سلطان اور وہ نوجوان جس کی کنیز بن کر اسے اس گھر میں بھیجا گیا تھا آپس میں محو گفتگو تھے مگر ان کی آواز اس کی سماعت تک پہنچنے سے قاصر تھی۔

"میں نے پوچھا نہیں۔۔۔ بتایا ہے تمہیں۔۔۔ تمہارے ساتھ یہ لڑکی تمہاری کنیز بن کر شہر جائے گی۔۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔" وہ پوری شان کے ساتھ صوفے پر براجمان ہوئے اور سامنے رکھے ایک اردو اخبار کو اٹھا کر ٹٹولا۔ سامنے ایک بڑے سے بکس میں ذراعت کے بارے میں کچھ لکھا ہوا تھا۔

"لیکن بابا سلطان۔۔۔ شہر میں چاچا موجود تو ہوں گے ناں۔۔۔!! پھر بھلا اس کنیز کا کیا جواز بنتا ہے؟" وہ مسلسل بات کرتے ہوئے بانو کو کنیز کہہ کر مخاطب کر رہے تھے جو اس پر بجلی بن کر قہر ڈھا رہا تھا۔ تبھی کچن سے بیگم رخسار تشریف لائیں۔

"تمہارے بابا سلطان ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تمہیں کنیز کی ضرورت ہے۔ بھلا تمہارے چاچا کب تک تمہاری ضرورتوں کا خیال رکھیں گے؟ تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھنے کے لئے کسی نا کسی کی ضرورت ہے ناں۔۔۔؟" انہوں نے شاید ان کی باتیں سن لی تھیں تبھی انہوں نے بھی ایک بار پھر اسی کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"لیکن امی۔۔۔" اس کی پیشانی پر کچھ شکن نمودار ہوئے۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔" ایک لمحے توقف کے بعد بیگم رخسار آگے بڑھیں اور پیار سے اس کے گال کو چھوتے ہوئے مزید کہا۔

"دیکھو عظمت سلطان۔۔۔ تم عظمت سلطان کے بیٹے ہو۔ تمہیں اپنا مرتبہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ یہ لوگ ہماری خدمت کے لئے ہی موجود ہیں۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔" بیگم رخسار کی بات جہاں عظمت سلطان کو ناگوار گزری وہیں بانو کے وجود کو کرچی کرچی کر گئی۔ کہاں حویلی کی شان و شوکت دیکھنے اس چوکھٹ پر آئی تھی اور کہاں اس حویلی کے ایک بیٹے کی کنیز بن کر رہ گئی۔ آنکھوں میں معصوم سے سپنے دم توڑنے لگے۔

"کاش چاچا منع کر دیتے۔۔۔" اس نے دل میں سوچا مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ یعقوب اس کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔ یعقوب کے بھائی نے بھی اجازت دے دی تھی۔ چونکہ دونوں ایک غریب طبقے سے تعلق رکھتے تھے اسی لیے سلطان کے خاندان کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھے اور ان کی کسی بات کو منع کرنے کا مطلب ان کی ناراضگی مول لینا تھی جو کہ کسی بھی طرح ایک غریب آدمی کے لئے نیک شگون نہیں تھا۔ بس اسی لئے بانو کو حویلی میں بھیج دیا گیا مگر اس کو پورا سچ نہیں بتایا گیا۔

"دیکھ بانو۔۔۔!! بڑے سلطان کو اپنے گھر میں کام کاج کے لئے ایک لڑکی کی ضرورت ہے اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ تجھے کام کے لئے بھیجوں۔۔۔ دیکھ بانو۔۔۔ یہ صرف ایک سال کی بات ہے، تُو ویسے بھی تو گھر میں ادھر ادھر گھومتی رہتی ہے۔ وہاں جا کر کچھ کام کاج کر لے ایسے آمدنی میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور تیرے جہیز کے لئے رقم بھی اکٹھی ہو جائے گی۔ سلیم سے میں نے بات کر لی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں۔ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی یہی چاہتا ہے کہ تو وہاں کام کر لے۔۔۔'' یعقوب علی اور سلیم کی رضامندی جاننے کے بعد بانو نے ہاں تو کر لی مگر اب اسے اپنے ہی فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا انبار جمع ہو گیا۔ وہ بت بنی چوکھٹ پر کھڑی حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو واپسی کے سارے دروازوں کو بند پایا۔ وہ واپس نہیں جا سکتی تھی۔ اگر جاتی تو اپنے ابا کا سر شرمندگی سے جھکا ہوا پاتی۔ بڑے سلطان کی کسی بات کو رد کرنا جیسے پورے گاؤں کی بات کو رد کرنے کے مترادف تھا۔ چار و ناچار اس نے ایک سال کے لئے اپنے آپ کو اس لفظ میں ڈھال لیا جو اس حویلی کے باسیوں نے اس کے لئے منتخب کیا تھا۔

''کنیز بانو۔۔۔''

☆......☆......☆

جب انسان ایک بار کسی ماحول میں ڈھلنے کی ٹھان لے تو اسے زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ حالات چاہے کیسے بھی ہوں وہ ان کو پچھاڑتے ہوئے آگے ہی بڑھتا رہتا ہے۔ کنیز بانو نے بھی یہی کیا۔ وہ سب کچھ بھول کر صرف ایک سال کے گزرنے کا انتظار کرنے لگی۔ حویلی کے کام کاج کو سیکھنے میں اسے صرف دو دن لگے۔ بڑے سلطان اور بیگم رخسار اس کی پھرتی کو دیکھ کر کافی خوش تھے۔ آج سے اسے عظمت سلطان کے کام سونپے جانے تھے۔ عظمت اپنے تین بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ باقی دونوں کی شادی ہو چکی تھی۔ بڑے سلطان اور بیگم رخسار کے کندھوں پر اب بس عظمت کی ہی ذمہ داری تھی۔ عظمت چوبیس برس کا ہو چکا تھا مگر ابھی تک وہ اپنی شادی کو ٹالتا رہا۔ وہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتا تھا اور بعد میں شادی وادی۔ اب اسے اپنی تعلیم کا آخری سال مکمل کرنے دوسرے شہر جانا تھا۔ اگرچہ وہ پہلے بھی دوسرے شہر جاتا تھا لیکن پہلے کبھی اتنے عرصے کے لئے نہیں گیا۔ دو چار دن کے لئے گیا اور پھر لوٹ آیا لیکن اب اسے پورا ایک سال شہر سے باہر گزارنا تھا۔ اسی لئے بڑے سلطان نے اس کے لئے ایک کنیز کا بندوبست کیا تا کہ وہ اس کے کام کاج کو اچھے سے سنبھالے۔

''چھوٹے سلطان بڑے ہی جلالی ہیں۔۔۔ آج تک کسی نوکر کے کام سے خوش نہیں ہوئے وہ۔۔۔ نوکروں کے کام کاج میں کیڑے نکالنا تو جیسے ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ۔۔ جو کام پسند نہ آئے، نوکروں کے منہ پر دے مارتے ہیں۔ پچھلی بار بڑے سلطان نے مجھے چھوٹے سلطان کے لئے دلیہ بنانے کو کہا تو غلطی سے نمک تیز ہو گیا۔ انہوں نے وہی گرم گرم دلیہ مجھ پر اچھال دیا۔ وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میں پیچھے ہٹ گئی اور صرف پاؤں پر کچھ چھینٹے پڑے ورنہ اس دن میں تو پوری کی پوری جل جاتی۔۔۔'' کچن میں کام کرتے ہوئے اس کی ساتھی نوکرانی اس کو عظمت سلطان کے بارے میں بتا رہی تھی۔ جسے سن کر اس کے دل میں عظمت سلطان کے لئے نفرت جنم لیتی رہی۔

''انسان کو اتنا بھی کٹھور نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نوکر ہیں تو کیا؟ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ بڑے لوگ جو دل میں آئے۔۔ کریں۔۔!! ہم لوگ بھی انسان ہیں، تکلیف ہمیں بھی ہوتی ہے۔'' اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ کھڑی لڑکی ہنس دی

''اب تم کیوں ہنس رہی ہو؟'' کنیز بانو نے جواز مانگا۔

''وہ اس لئے کہ ایسا تم نے سوچ بھی کیسے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیا؟ یہ مت بھولو۔۔۔ یہ بڑے سلطان کی حویلی ہے۔ یہاں صرف انسان بڑے سلطان اور ان کے خاندان کے لوگ ہیں۔ ہم نہیں۔۔۔ خیر تم نئی ہو۔۔ جلد ہی سمجھ جاؤ گی۔۔'' وہ اس کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالتے ہوئے دودھ کا گلاس لئے باہر کو چل دی۔

''سمجھتی ہے میری جوتی۔۔۔'' اس نے گردن جھٹکتے ہوئے اپنی چٹیا کو پیچھے دھکیلا اور باقی کام نمٹانے کچن سے باہر چل دی۔ کپڑوں کو دھونے کے بعد اسے اطلاع دی گئی کہ بیگم رخسار اس کو مہمان خانے میں بلا رہی ہیں۔ وہ فی الفور وہاں چل دی۔

''دیکھ کنیز بانو۔۔۔ آج سے گھر کے باقی کام کاج چھوڑ اور صرف عظمت سلطان کے کاموں کو تو سنبھالے گی۔'' وہ مہمان خانے کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

''دو دن گزر چکے ہیں۔۔۔ اور اب صرف پانچ دن بقایا ہیں۔ ان پانچ دنوں میں تم جتنا عظمت سلطان کو سمجھ لو۔ اتنا تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اسے کیا پسند ہے کیا نہیں۔۔۔ کیسا کھانا اسے پسند ہے؟ کون سی چائے کس وقت پیتا ہے؟ کون سا سوٹ کس وقت پہنتا ہے اور کس طرح کی صفائی پسند کرتا ہے؟ یہ سب کچھ۔۔!! آئی بات سمجھ میں۔۔۔'' انہوں نے ایک تیکھی نگاہ کنیز بانو کے وجود پر ڈالی تو اس نے دبے لہجے میں ہوں کہا۔

''اچھی بات ہے۔۔۔ سمجھ لینا۔۔۔ کیونکہ اگر شہر میں عظمت کو کوئی بھی تکلیف ہوئی تو اس کی ذمہ دار تم ہوگی۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔'' بارعب لہجے میں کہتے ہوئے وہ وہاں سے چل دی۔

☆......☆......☆

''ہاں یار۔۔۔ بس چار دن اور۔۔۔ اس کے بعد فری ماحول۔۔۔ نو رول۔۔۔ نو ایڈوائس۔۔۔ جسٹ چل۔۔۔'' وہ فون پر بات کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وائیٹ ٹراؤزر پر ہاف بازو ٹی شرٹ پہنے اس نے دروازے کا مقفل کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اسے پہلے ہی کھلا ہوا پایا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے چپ سادھ لی اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔

''اچھا میں تمہیں بعد میں فون کرتا ہوں۔۔۔'' یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثر واضح تھے۔ وہ غصے میں آگے بڑھا تو کسی لڑکی کو اپنے بیڈ کی چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے پایا۔ اس کی پشت عظمت کی طرف تھی۔

''تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں میری اجازت کے بغیر داخل ہونے کی؟'' اس نے آتے ہی اس پر برسنا شروع کر دیا لیکن اسے تو جیسے فرق ہی نہ پڑا۔ وہ پہلے کی طرح جھکی چادر کو ٹھیک سے بچھا رہی تھی۔

''یو فلش۔۔۔ سنتا نہیں ہے تمہیں۔۔۔'' پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں گرجا لیکن اس بار بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ عظمت سلطان کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ اس کی بات کو کوئی ان سنا کرے، اور وہ خاموشی سے کھڑا رہے ایسا کیسے ہوسکتا تھا؟ ایک جھٹکے سے اس کے بازو کو پکڑ کر اپنی طرف دھکیلا تو وہ جھٹکے سے پلٹی مگر اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہ تھی۔ اس لئے بری طرح لڑکھڑائی اگر عظمت سلطان نے اس کا بازو نہ پکڑا ہوتا تو پیچھے ڈریسنگ سے جا ٹکراتی۔ جھٹکے سے پلٹنے پر اس کے کانوں میں لگی ہینڈ فری بھی زمین پر جا گری اور فون جو اس کے ہاتھ میں تھا وہ بھی نیچے گر گیا۔ عظمت کو وہاں دیکھ کر جیسے اس کی سانسیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ساکت ہوئیں۔ اس نے جھٹ اپنے وجود کو سنبھالا اور دوپٹا جو سینے سے لڑھک رہا تھا۔ فوراً سر پر اوڑھا۔

''آئے ہوئے تمہیں دو دن نہیں ہوئے اور چوریاں کرنا بھی شروع کر دی۔۔۔'' اس نے کنیز کے ہاتھوں میں موبائل اور ہینڈ فری کو دیکھا تو بری طرح مشتعل ہوا تھا۔ یہ اس کی فیورٹ ہینڈ فری تھی جو کسی کو بھی استعمال کرنا تو درکنار چھونے کی بھی اجازت نہ تھی اور اس نے آتے ہی اس سے پوچھے بغیر اس کو نہ صرف چھوا بلکہ استعمال بھی کیا تھا۔

''نن نہیں۔۔۔ چوری۔۔'' اس کی آواز میں ہکلاہٹ تھی اور اپنا سر مسلسل نفی میں ہلا رہی تھی۔ آنکھیں اب بھی اس کے سینے پر مرکوز تھی۔ شاید وہ اس کی آواز کی گرج سے اتنی سہم چکی تھی کہ آنکھوں کی حدت برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔

''اب نظریں کیوں جھکائی ہوئی ہیں۔۔ میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔'' اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تو اس نے دھیرے دھیرے اپنی پلکیں اٹھائیں۔ پہلے نظریں اس کی تھوڑی کے جام سے سیراب ہوئیں پھر اس کے لبوں سے، جو غصے میں بھینچے ہوئے تھے۔ اس کی تلملاتی نظریں اب اس کے چہرے کو تک رہی تھیں تو ایک لمحے کے لئے کنیز بانو سب کچھ بھول گئی۔ آواز کی گرج، رویے کی بے اعتنائی سب کچھ ہوا ہو گیا۔ حسین وجمیل چہرے کے آگے وہ اپنا سر نفی میں ہلانا بھی بھول گئی۔ جبکہ وہ اب بھی اسے بازوؤں سے نوچے ہوئے تھا۔

''سنائی نہیں دیتا تمہیں؟'' وہ ایک بار پھر غرایا مگر اس بار اس کے وجود میں لرزش طاری نہ ہوئی۔ ایک سکوت تھا جو اس کے جسم میں ٹھہر گیا تھا۔ وہ مسلسل اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جانے کون سی مقناطیسی قوت تھی جو اس کی آنکھیں اس کے چہرے سے ہٹنے ہی نہیں دے رہی تھی۔ پہلے جو کچھ اس نے عظمت کے بارے میں سنا تھا، سب کچھ بھول چکی تھی۔ اتنے حسین چہرے کو دیکھ کر اس کا دل ایک لمحے کے لئے بے قابو سا ہو چکا تھا۔ نظروں سے نظریں مل رہی تھیں، جو اپنا ایک تاثر بکھیر رہی تھیں۔ فقط عظمت سلطان ہی اپنا حسن نہیں بکھیر رہا تھا۔ اس کمرے میں کوئی اور بھی حسین تھا۔ جس کے حسن کا گرویدہ اس کا جلال ہو چکا تھا۔ آنکھوں سے آنکھیں کیا ٹکرائیں، عظمت سلطان خود پگھلنا شروع ہو گیا۔ چھوٹی چھوٹی شرابی آنکھیں، اپنا جادو بکھیر رہی تھیں۔ پیشانی پر آئی ایک سیاہ لٹ سرخ وسفید رنگت کی نظریں اتار رہی تھی۔ یہ دیکھ کر پیشانی پر چھائے شکن خود بخود غائب ہوتے دیکھائی دیئے مگر انا اتنی جلدی کہاں مرتی ہے؟

''کون ہو تم اور یہاں میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟'' اس بار لہجے میں سختی پہلے جیسی نہیں تھی۔ انداز وہی تھا مگر کچھ بدلا ضرور تھا۔

''آپ کی کنیز ہوں اور آپ کے کمرے کی صفائی کرنے آئی تھی۔'' اس کے لہجے کا اثر تھا یا چہرے پر چھائے حسن کا۔ عظمت سلطان کے ہاتھوں کی گرفت کمزور ہو گئی۔ ایک جھٹکے سے اپنا بازو اُس کی گرفت سے آزاد کروایا اور دروازے کی طرف چل دی۔

''آئندہ میری اجازت کے بغیر میرے کمرے کی چیزوں کو چھونے کی غلطی مت کرنا۔۔۔'' اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔ چہرہ دونوں کا مخالف سمت تھا۔ ایک دوسرے کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پشت تھی۔ کنیز بانو نے اثبات میں سر ہلایا کمرے سے باہر چل دی جبکہ عظمت سلطان کچھ لمحے وہیں کھڑا اپنی ذات کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔

☆......☆......☆

بقیہ دنوں میں کئی بار کنیز بانو اور عظمت سلطان کا ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہوا، لیکن خاموش نگاہیں الجھ کر رہ جاتیں۔ بات اگر ناشتے کی میز پر ہوتی کنیز بانو کے آنے پر عظمت سلطان کے وجود کو خاموشی آگھیرتی۔ کنیز اپنا فرض پورا کرنے اس کے پہلو میں آکھڑی ہوتی اور اس کے کھانے کا انتظار کرتی۔ فراغت کے بعد برتن سمیٹنے تک وہ وہیں بیٹھا کنیز کو دیکھتا رہتا اور کنیز بانو اپنا وجود اپنے دوپٹے کی آڑ میں چھپائے اپنی ذات کی حفاظت کرتی۔ ناشتے کی میز کے بعد حویلی کے دوسرے کام کرنے کے لئے آگے بڑھتی تو منع کر دی جاتی اور واپس عظمت سلطان کے کمرے کی طرف بھیج دی جاتی۔ عظمت سلطان کے کمرے کے بالکل سامنے ایک چھوٹا سا اسٹور تھا۔ کنیز بانو کا وہی مسکن بنا دیا گیا۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ بچھانے کو صرف ایک چارپائی جتنی جگہ تھی۔ اسی میں اس کا گزر بسر ہوتا رہا۔

''بڑی بڑی حویلیوں میں رہنے والوں کے دل کتنے چھوٹے ہوا کرتے ہیں ناں۔۔۔ پالتو جانوروں کے لیے ڈیرے کے ڈیرے مخصوص کر دیتے ہیں مگر اپنے ملازموں کے لئے ایک فٹ زمین دینا بھی ان کے لیے دشوار ہوتا ہے۔'' کبھی کبھی رات کو سوتے ہوئے وہ سوچتی مگر قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیتی۔ آخر اماں ابا سے اب اس بات کا گلہ بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔ آخری رات بھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ باہر عظمت کے کمرے سے کچھ آہٹ کی آواز آئی۔ وہ فوراً اٹھی کیونکہ یہ بھی اس کی ڈیوٹی میں شامل تھا کہ رات ہو یا دن عظمت کی ہر ضرورت کو اس نے پورا کرنا ہے۔ وہ فی الفور اٹھ کر عظمت کے کمرے کی طرف بڑھی تو دروازے کو ادھ کھلا پایا۔ اندر سے کچھ لوگوں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

''اس وقت کون ہوسکتا ہے؟'' یہ سوچتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا تو مختلف رنگوں کی روشنی نے اس کی آنکھوں کو چندھیا کر رکھ دیا۔ ایک لمحے کے لئے وہ کچھ نہ دیکھ سکی۔

''چھوٹے سلطان۔۔۔!!'' اس نے پکارا تو آوازیں ختم ہوگئیں۔ ماحول میں خاموشی چھا گئی۔

''چھوٹے سلطان۔۔ آپ ہیں؟'' اس نے کپکپاتی آواز میں پکارا تو لائٹیں آن کر دی گئیں۔ روشنی کی چمک سے اس کی آنکھیں خود بخود بند ہوگئیں مگر جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ دوستوں کی محفل لگی تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو نیم بے ہوشی میں عظمت دیوار کے ساتھ کھڑا سوئچ کو آن کر رہا تھا۔ ہاتھوں میں ایک وائن گلاس تھا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرات نمودار ہوگئے۔

''تم یہاں کیا۔۔۔ کر رہی۔۔۔ ہو؟'' وہ لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھا تو پاؤں آپس میں الجھ گئے مگر اپنے آپ کو سنبھال لیا لیکن وائن گلاس گر کر کرچی کرچی ہوگیا۔

''چھوٹے سلطان۔۔'' یہ صورتحال اس کے لئے بالکل نئی تھی۔ اس کی عقل ایک ثانیے کے لئے مفلوج ہوگئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کرے۔ لیکن وہ اب وہاں مزید وہاں نہیں رک سکتی تھی۔ واپس دروازے کی طرف مڑی تو پیچھے سے عظمت نے اس کی کلائی کو پکڑ لیا۔ عظمت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں :-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ایڈ فری لنکس
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

سلطان کے چھونے پر اس کے جسم سے جیسے جان ہی نکل گئی۔

''چھوڑیے۔۔۔ چھوٹے سلطان۔۔۔!!'' اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ اپنی کلائی مسلسل اس کی قید سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اس کی آواز عظمت سلطان کی سماعت تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ دو قدم آگے بڑھا اور اپنے دوسرے بازو سے گیلے ہونٹوں کو خشک کیا تو کنیز بانو کی روح جیسے کانٹے دار جھاڑیوں میں الجھنے لگی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ نہ وہ چیخ سکتی تھی اور نہ ہی مدد کے لئے کسی کو بلا سکتی تھی۔ اس وقت حویلی میں کوئی نہیں تھا۔ حویلی کے تمام افراد کسی شادی میں شرکت کرنے گئے ہوئے تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں ہی عظمت سلطان نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور اپنے عیاش دوستوں کو محفل پر مدعو کیا۔ وہ اس کے آگے منت سماجت کر رہی تھی۔

''خدارا! چھوڑ دیں مجھے چھوٹے سلطان۔۔۔!!'' وہ بچوں کی طرح بلکتے ہوئے فریاد کر رہی تھی۔

''کنیز ہو۔۔۔ تو کنیز بن کر رہو۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔'' یہ کہہ کر اس نے کنیز بانو کو بری طرح زمین پر پٹخ دیا۔ گلاس کی کرچیاں اس کی ہتھیلیوں میں دھنسنے لگی۔ اگلے ہی لمحے ہاتھ سرخ ہو گئے۔ آنکھوں کی نمی اس لہو میں کہیں کھو کر رہ گئی۔

''یہ کرچیاں تمہارا کیا باپ آ کر اٹھائے گا۔۔۔!!'' اس نے خماری میں کہا تو کنیز نے روتے ہوئے کرچیاں سمیٹیں اور جلدی سے اپنے کمرے نما اسٹور میں چلی گئی اور دروازہ مقفل کر دیا۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ چکی تھیں۔ ہاتھ لہو سے سرخ ہو چکے تھے۔ جن ہاتھوں پر کچھ عرصے بعد مہندی کا رنگ چڑھنا تھا۔ لہو سے سرخ ہو چکے تھے۔

''ابا۔۔۔!! مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔ خدارا مجھے یہاں سے لے جاؤ۔'' وہ روتے ہوئے زمین بوس ہو گئی اور اندھیرے میں ہی اس کی سسکیوں نے دم توڑ دیا۔

☆......☆......☆

جانے کی تیاری ہو چکی تھی۔ عظمت سب سے دعائیں وصول کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ تبھی بیگم رخسار کا خیال کنیز بانو کی طرف گیا۔ وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''یہ کنیز بانو نظر نہیں آ رہی۔۔۔'' بیگم رخسار نے تشویش والے لہجے میں کہا تو بڑے سلطان نے بھی ادھر ادھر دیکھا۔ عظمت سلطان نے لاپرواہی سے گردن جھٹک دی اور اپنا سامان اٹھا کر باہر کو چل دیا۔

''کہاں جا رہے ہو؟ اس لڑکی کو تو لیتے جاؤ۔۔۔'' بڑے سلطان کہ کہنے پر وہ پلٹا۔

''بابا سلطان وہ کہیں نظر تو آ نہیں رہی۔ اب اگر اس کنیز کی وجہ سے میں لیٹ ہو گیا تو۔۔۔'' اس نے بے اعتنائی برتتے ہوئے کہا۔

''تو تمہاری کوئی فلائیٹ چھوٹی نہیں جا رہی۔۔۔ تم نے اپنی کار میں جانا ہے شہر۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔ اور سکھاں جا کر دیکھو ذرا کہاں ہے یہ کنیز بانو؟'' بڑے سلطان نے کے کہنے پر سکھاں نے پانچ منٹ میں پوری حویلی چھان ماری مگر کنیز کا کوئی پتا نہ چلا۔ آخر کار وہ گردن جھکائے بڑے سلطان کے سامنے آ حاضر ہوئی۔

''معافی چاہتی ہوں بڑے سلطان۔۔۔ لیکن کنیز بانو حویلی میں نہیں ہے۔۔۔'' دونوں ہاتھوں کو مودبانہ باندھے اس نے دبے لہجے میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہا تو بڑے سلطان کی پیشانی پر شکن نمودار ہو گئے۔

''یہ لڑکی کہاں جا سکتی ہے؟'' بارعب لہجے میں کہا اور پورے وقار کے ساتھ چلتے ہوئے صوفے پر براجمان ہو گئے۔ آنکھوں میں غصے کے سبب سرخ دھاریں واضح ہو گئیں۔ داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو پٹختے ہوئے انہوں نے یعقوب کو حویلی بلانے کا ابھی حکم ہی دیا تھا کہ چوکھٹ سے کسی کی آواز سب کی سماعت میں گونجی۔

''اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ میں یہاں ہوں۔'' یہ کنیز بانو تھی۔ اسے دیکھ کر بیگم رخسار کی جان میں جان آئی تو بڑے سلطان مشتعل انداز میں اس کی طرف بڑھے اور جبڑے بھینچتے ہوئے ایک طمانچہ اس کے بائیں رخسار پر رسید کیا۔

''یہ تھپڑ ہمیشہ یاد رکھنا۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔'' آنکھوں میں ایک بار پھر نمی ابھر آئی لیکن اس نمی کو پونچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ خود کو سنبھالتے ہوئے وہ اٹھی اور نظریں جھکاتے ہوئے ایک ہچکی لی۔

''چل اب جا عظمت سلطان کے ساتھ۔۔۔'' ایک بار پھر بارعب آواز کانوں میں گونجی۔ عظمت سلطان جو پہلے اپنا بیگ خود اٹھائے ہوئے تھا۔ نیچے پھینک دیا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی اب یہ اسے اٹھانا ہے۔ ہاتھوں کی پشت سے دونوں آنکھوں میں تیرتی نمی پونچھی اور عظمت سلطان کی نقش قدم پر چل دی۔ دہلیز سے گیراج تک چالیس قدم کا فاصلہ تھا مگر یہ چالیس قدم اسے چالیس سال کی مسافت محسوس ہوئے۔

''ابا میں نے نہیں جانا چھوٹے سلطان کے ساتھ شہر۔۔۔ خدا کے لئے ابا۔۔۔ مجھے مت بھیجو۔۔۔'' وہ حویلی سے سیدھا اپنے گھر گئی تھی۔ یعقوب سے منت سماجت کرنے مگر اس کی منتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ باپ کی چاہت ایک لمحے کے لئے ابھری لیکن بڑے سلطان کے رعب تلے یہ چاہت کہیں مدفون ہو گئی۔

''نا بیٹا نا۔۔۔ ایسا نہ کہہ۔ یہ مت بھول میں اسی حویلی کا ملازم ہوں۔ اگر تُو نے شہر جانے سے منع کر دیا تو بڑے سلطان مجھے نوکری سے نکال دیں گے اور بڑے سلطان کی نوکری سے نکلنے کا مطلب ہے پورے گاؤں میں کوئی ہمیں نوکری نہیں دے گا۔ کوئی مزدوری پر نہیں رکھے گا۔ ایسے میں ہم پر فاقوں نے ڈیرے جما لینے ہیں اس گھر میں اور اوپر سے تیری شادی کے دن بھی قریب آ رہے ہیں۔ پیسے کہاں سے آئیں گے؟'' یعقوب علی نے ایک معقول جواز پیش کیا تھا جسے سن کر وہ خاموش ہو گئی۔ وہ ایسی تو تھی نہیں کہ حالات کو نہ سمجھ سکے۔ عمر اگرچہ سترہ برس تھی مگر ذہانت کسی بڑے بوڑھے شخص کی طرح۔ ایک بار پھر اس نے اپنا سر حالات کے آگے زیر کر دیا۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا۔ کچھ عرصہ پہلے بھی تو یہی ہوا تھا۔ آٹھ جماعتیں پاس کر لینے کے بعد جب نویں کا داخلہ بھیجنے کی تاریخ نزدیک آئی تو ساری جمع پونجی ختم ہو گئی۔ بانو کے اماں ابا اس کی تعلیم کے سلسلے میں پریشان رہنے لگے تو اس نے حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ اپنی تعلیم کو ختم کر کے اپنی ماں کے ساتھ گھرداری میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ وہ حالات کو سمجھنا تو جانتی تھی مگر حالات سے لڑنا کبھی سیکھا ہی نہیں۔ شاید اس لئے کہ کبھی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی لیکن بہت جلد یہی اس کی کمزوری بننے جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شہر پہنچنے کے بعد ایک بار پھر اس کے ساتھ حویلی جیسا برتاؤ برتا گیا۔ عظمت کے کمرے کے بالکل سامنے والا ایک اسٹور نما کمرا ایک سال تک اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا مگر اس اسٹور میں پہلے سے زیادہ جگہ تھی۔ کم سے کم وہ آرام سے چہل قدمی تو کر ہی سکتی تھی۔ ایک عدد کھڑکی تھی جو پچھلی طرف کھلتی تھی۔ چھت کے عین درمیان میں ایک پرانے زمانے کا پنکھا لٹکا ہوا جسے چلاؤ تو گرنے کا ہی ڈر رہتا ہے۔

"بڑے لوگ بھی کتنے کم ظرف ہوا کرتے ہیں۔۔۔" ایک بار پھر اس کا دل بڑے لوگوں سے کھٹا ہو گیا۔ اپنے چار پانچ جوڑے جو وہ شہر سے لائی تھی بوسیدہ چارپائی کے نیچے سرکائے اور سب سے پہلے تو کمر پر دوپٹا باندھ کر اس اسٹور کو کسی انسان کے رہنے کی جگہ میں تبدیل کیا۔ دھول اگرچہ انتہا کی تھی مگر وہ تو شاید اس کی عادی تھی۔ بس ایک دو بار کھانسی ہوئی پھر چند ہی لمحوں میں اس نے اسٹور کو ایک خوبصورت کمرے میں تبدیل کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کپڑوں کو تبدیل کرتی، دروازے پر دستک ہوئی۔

"جی کون۔۔!!" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔

"کنیزوں کے کمرے بند نہیں ہوا کرتے آئی بات سمجھ میں۔۔ اور یہ کون کون کیا لگا رکھی تھی؟ یہ سوال کرنے کا حق صرف مالکوں کا ہوتا تم جیسی کنیزوں کا نہیں۔۔۔" باہر عظمت کی چچی تھی۔ جو کہ ایک گرم مزاج خاتون معلوم ہوتی تھیں۔

"اور جلدی سے کچن میں جا کر اپنا کام سنبھالو۔۔۔" یہ کہہ کر وہ پلٹیں۔

"لیکن میں تو چھوٹے سلطان کی کنیز بن کر آئی تھی۔۔۔" اس نے دبے لہجے میں کہا تھا۔

"کنیز کنیز ہوتی ہے۔۔۔ اس کا کام فقط کام کرنا ہے۔۔ یہ بات دماغ میں بٹھا لو۔۔" کچا چبا جانے والی نظروں سے انہوں نے ایک ثانیے کے لئے کنیز بانو کی طرف دیکھا اور پھر پورے ٹھاٹ کے ساتھ اپنے شانوں کو ساڑھی کے پلو سے ڈھانپتے ہوئے پلٹ گئیں۔ ایک لمحے کے لئے وہ یونہی انہیں جاتا دیکھتی رہی پھر قسمت کا لکھا سمجھ کر کچن میں چل دی۔

عظمت کے چچا کا گھر بھی کسی حویلی سے کم نہیں تھا۔ بڑا سا ٹی وی لاؤنج جس میں دو صوفہ سیٹ اور درمیان میں ایک غیر ملکی نقش و نگار کی گئی ٹیبل جو سجا ہوا تھا۔ ٹی وی لاؤنج کے دائیں طرف زینہ تھا جبکہ بائیں طرف ایک بڑا سا پردہ لاؤنج اور لان میں تفریق کیے ہوئے تھا۔ اس آڑ کے باوجود بھینی بھینی خوشبو لاؤنج میں بیٹھے ہوئے کوئی بھی محسوس کر سکتا تھا۔ زینے کے بائیں جانب دس قدم کے فاصلے پر کچن تھا۔ یہاں بھی غیر ملکی نقش و نگار نمایاں تھا۔ سنگ مرمر سے بنے شیلف آنکھوں میں جیسے نقش ہی ہوتے جا رہے تھے۔ شیلف سے ذرا اوپر کچھ الماریاں تھیں جن میں مصالحہ جات اور دیگر اشیاء کو رکھا ہوا تھا۔ یہاں بھی ایک عدد کھڑکی تھی جو لان سے تازہ ہوا کچن میں داخل کر رہی تھی۔ کچن سے باہر نکلا جائے تو بائیں جانب ہی اندرونی دروازہ تھا۔ المختصر پورا گھر ایک عالیشان محل تھا۔ کم سے کم کنیز بانو کے لئے تو تھا ہی۔ اس عالیشان محل میں رہنے والے بھی زیادہ لوگ نہیں تھے۔ عظمت کے چچا جو کہ اکثر میٹنگ کے سلسلے میں کبھی ایک شہر تو کبھی دوسرے شہر، ان کے علاوہ ان کی بیگم سلطانہ، بیٹا بابر اور بیٹی راحیلہ اس محل نما گھر کے مکین تھے۔ راحیلہ بی کام کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسٹوڈنٹ تھی اور زیادہ تر اپنی اسٹڈی کو ہی توجہ دیتی جبکہ بابر اس کا دل تو جیسے پڑھائی سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ مشکل سے بی اے کیا اور پھر وقت کو ضائع کرنا اس کا مشغلہ تھا۔ کبھی کسی کلب چلا گیا تو کبھی کسی پارٹی کو انجوائے کر کے دن پورے کر لئے۔ پیسوں کی کوئی کمی تو تھی نہیں جو اسے معاش کی غرض ہوتی۔ بس عیش و عشرت سے زندگی گزارنا تو جیسے اس گھر کے مکینوں کی خصلت تھی۔

☆......☆......☆

"چھوٹے سلطان۔۔!! یہ آپ کے لئے۔۔۔" وہ دودھ کا گلاس لے کر دبے دبے قدموں کے ساتھ کمرے کی دہلیز پار کر کے عظمت کے پاس آئی تھی لیکن بالکل پاس آنے سے اجتناب ہی کیا۔

"رکھ دو اسے۔۔" وہ نوٹس کو بیڈ پر بکھیرے کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ بال پوائنٹ کو انگلی میں گھماتے ہوئے اس کی نظریں بار بار نوٹس پر جا کر ٹھہر جاتیں۔ کنیز بانو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر دودھ کا گلاس رکھنے کے بعد فوراً وہاں سے دروازے کی طرف چل دی۔

"رکو۔۔۔" ابھی اس نے باہر قدم رکھنا ہی چاہا تھا کہ عظمت کی آواز سے اس کا اٹھتا قدم واپس پلٹ آیا۔

"جی چھوٹے صاحب۔۔۔ کوئی غلطی ہو گئی کیا؟" اس نے نیچی نگاہیں اور دبے لہجے میں استفسار کیا تو عظمت نے سر تا پا اس کا پورا جائزہ لیا اور پھر اپنی بال پوائنٹ کو وہیں نوٹس پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"غلطی تو کوئی نہیں ہوئی۔۔۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں جب سے تم یہاں میرے ساتھ آئی ہو تمہارا چہرہ اُترا اُترا سا رہتا ہے۔۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھتے ہوئے کہا تھا۔

"نن نہیں چھوٹے سلطان۔۔۔!!" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے قدم پیچھے کھسکائے جبکہ وہ مسلسل آگے بڑھتا رہا۔

"ایسی بات نہیں ہے تو پھر کیسی بات ہے؟" وہ اپنی حد سے کافی آگے بڑھ چکا تھا جبکہ کنیز بانو لگاتار پیچھے کھسک رہی تھی۔ قدم دروازے کی طرف کھسکنے کی بجائے دیوار سے جا لگے۔ اب فراری کی کوئی راہ نہیں بچی تھی۔

"نہیں چھوٹے سلطان۔۔۔" وہ جھجکی اور نظریں چراتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔ دروازہ ایک فٹ کے فاصلے پر تھا جبکہ عظمت کے بازو اس کے دونوں اطراف تھے۔ وہ اس کی سانسوں میں آج بھی خماری کی بو محسوس کر سکتی تھی۔ اس لئے اپنی سانسیں ایک لمحے کے لئے تھام لیں۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کا دم گھٹنے لگا۔ سانسیں روکنا دشوار ہو گیا۔

"مجھے کام ہے۔۔۔" اس نے اپنا چہرہ دروازے کی طرف موڑ لیا۔ اس کی یہ حالت عظمت کے لئے باعث راحت تھی۔ جانے کیوں؟ وہ کنیز بانو کی کیفیت سے حظ اٹھا رہا تھا۔ جانے انجانے میں وہ اس کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ چلتے پھرتے اسے دیکھتا تو دل میں خود بخود ایک کشش جنم لیتی۔ چہرے پر آئی ایک سیاہ لٹ جو ہر وقت اس کی نظریں اتارتی، اس کے دل کو مزید مچل دیتی۔ وہ اس کی زلفوں کو کھلا دیکھنا چاہتا تھا۔ جنہیں وہ ہمیشہ چٹیا میں قید رکھتی تھی۔ آج جب وہ اس کے کمرے میں آئی تو ایک بار پھر وہی کیفیت اس کے اندر ہلچل پیدا کرنے لگی تھی۔

"تمہارا کام بس میری ذات سے تعلق

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھتا ہے۔ میرے اجازت کے بغیر تم کوئی کام نہیں کر سکتی۔۔۔" اس نے خماری میں کہا تو کنیز بانو کا دم گھٹنے لگا۔ وہ اس ذو معنی باتوں کو سمجھتی تھی۔

"میری نسبت میرے چچا زاد سے طے ہے۔" جانے کیوں اس کی زبان سے حقیقت آشنا ہو گئی۔ یہ سنتے ہی اس نے محسوس کیا کہ عظمت کے چہرے پر ایک تاثر نے جنم لیا۔ بازو خود بخود پیچھے ہٹ گئے۔ وہ مزید کچھ نہ بول سکا۔ عظمت کی یہ کیفیت دیکھ کر وہ اس کے بازو کو جھٹکتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اپنے کمرے میں آنے کے بعد بھی اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ سانسوں کی روانی بھی متاثر تھی۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے بھی چمک رہے تھے۔ وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی عظمت کی حدت اب بھی اپنے گرد محسوس کر سکتی تھی۔ وہ عظمت کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر سوچ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ یہ غلط ہے۔" اس نے خود ہی اپنے خیالوں کو جھٹکا مگر خیال تھے کہ اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے تھے۔ خیال تو تب پیچھا چھوڑتے جب اس سے سامنا نہ ہوتا۔ اگلے دن ہی ناشتے کی پلیٹ اس کے کمرے میں لے کر گئی تو اسے اپنے بستر پر سوئے ہوئے پایا۔ دروازہ غیر متوقع طور پر کھلا تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دینے کی بجائے سیدھا اندر جانا مناسب سمجھا۔ اس کے برہنہ بازو لحاف کے اوپر تھے اور لحاف سینے تک لپٹا ہوا تھا۔ کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوتی بادِ نسیم اس کی زلفوں کے ساتھ اٹکھیلیاں کر رہی تھی۔ اس نے ذرا کروٹ بدلی تو لحاف ذرا سِرکا۔ سینے سے ذرا اوپر کا حصہ واضح ہوا تو اس کی آنکھیں شرم سے پانی پانی ہو گئیں۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ٹیبل پر ناشتہ رکھا اور پھر باہر کو چل دی لیکن پہلی دستک دل میں ہو چکی تھی۔ کام کاج کے دوران جانے انجانے میں عظمت کا خیال اس کے ذہن میں کسی انجانی قوت کی طرح ہلچل مچائے جا رہا تھا۔ خوبرو، بے داغ، پرکشش چہرہ۔ برہنے بازو ایک ادا سے سینے پر لپٹے ہوئے۔ ہوا کے سنگ لہراتی زلفیں۔۔۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ ایسا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ سلیم کے ساتھ اگرچہ نسبت کو ایک سال بیت چکا تھا لیکن وہ احساس کبھی پیدا ہی نہ ہوا جو اب ہو رہا تھا۔ کچھ دنوں میں ہی وہ کتنی بدل چکی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تو اپنے خیالوں کو خود ہی جھٹک دیا۔

یہ حال فقط کنیز بانو تک ہی محدود نہ تھا۔ عظمت کا دل بھی جذبات سے سرشار تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کنیز کو پسند کرنے لگا۔ نوٹس پڑھنے کے لئے بیٹھتا تو لفظوں میں کنیز بانوں کا عکس دیکھائی دیتا۔ کاغذ کے پنوں پر کام کرتی کنیز بانو کا عکس۔۔۔ کبھی کمرے کی چیزیں سمیٹتی تو کبھی اس کی وارڈ روب میں کپڑے رکھتی۔۔۔ کبھی ناشتے کی پلیٹ اس کے سامنے ٹیبل پر لا کر رکھتی تو کبھی کچن میں اس کے لئے چائے بناتے ہوئے بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے عکس اس کے دلِ ناداں میں محوِ رقص ہوتا۔ لبوں پر ایک تشنگی ابھرتی، دل قرابت کی منزلیں طے کرنا چاہتا مگر پھر خود ہی ٹھہر سا جاتا۔

"میری نسبت میرے چچا زاد سے طے ہے۔" یہ الفاظ تھے جو اس کے جذبات کو بام عروج پر پہنچنے سے روک رہے تھے۔ خواہشوں کی تکمیل کے راستے میں دیوار کی مانند تھے۔ اس نے گہری سانس لی اور دونوں ہاتھوں کو سر کے نیچے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھ کر نیم دراز ہوا تو ایک بار پھر اسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟ آجاؤ۔۔۔دروازہ کھلا ہے۔"

اس نے چھت پر بنے نقش و نگار پر نظریں جمائے ہوئے کہا تھا۔

"چھوٹے سلطان۔۔۔آپ کو چچی جان یاد کر رہی ہیں۔۔" کمرے کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑے ہی اس نے کہا اور جانے کے لیے ابھی پلٹنا ہی چاہا تھا کہ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور اس کی طرف چہرہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔

"رکو۔۔۔" وہ اب بیڈ پر دوزانوں بیٹھا تھا۔ نظریں جھکائے وہ پلٹی تھی۔

"جی چھوٹے سلطان۔۔۔" اس نے مؤدبانہ کہا۔

"یہاں آؤ۔۔۔" ایک لمحہ سوچنے کے بعد وہ آگے بڑھی اور بیڈ سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوگئی۔

"جی چھوٹے سلطان۔۔!" وہ ابھی تک نظریں جھکائے ہوئے تھی لیکن ان جھکی نظروں میں بھی وہ اس کا ڈارک بلیو ٹراؤزر اور اس پر ہلکے نیلے رنگ کی ٹی شرٹ سینے تک دیکھ سکتی تھی۔

"تمہارے پاس کوئی اور کپڑے نہیں ہیں کیا؟" اس نے بغور کنیز بانو کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہا تھا۔ اس سوال پر وہ جھجکی لیکن پھر سنبھلتے ہوئے سر نفی میں ہلا دیا۔

"ہنوں۔۔۔" ایک لمحے کے لیے وہ سوچ میں ڈوب گیا اور پھر اٹھ کر وارڈ روب کی طرف بڑھا جبکہ کنیز بانو ویسے ہی نظریں جھکائے اگلے حکم کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کی سانسیں اگرچہ الجھ رہی تھیں مگر اسے وہیں رہنا تھا۔

"یہ تمہارے لیے۔۔" وہ اپنی نظریں فرش پر ہی جمائے ہوئے تھی کہ ایک شاپر میں لپٹا خاکی رنگ کا سوٹ اس کے آگے کر دیا گیا۔

"یہ کیا چھوٹے سلطان؟" اس نے برجستہ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کھینچ لیا اور خود بھی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ سوٹ ہے تمہارے لیے۔۔۔کل میں اپنے لیے شاپنگ کرنے گیا تھا۔ تمہارا خیال آیا۔ اس لئے تمہارے لئے لے لیا۔" وہ ابھی تک سوٹ کو اس کے سامنے کیئے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے حواس تو جیسے اس کے قابو میں نہ رہے تھے۔ ہاتھوں کے ساتھ ساتھ سر کو بھی نفی میں ہلا دیا۔

"نہیں۔۔۔چھوٹے سلطان۔۔۔میں یہ نہیں لے سکتی۔۔۔مجھے معاف کیجیے۔۔۔" یہ کہتے ہی وہ جانے کے لئے پلٹی لیکن عظمت نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اس کے چھونے کے دیر تھی کہ وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔ ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح نکال دی ہو اور وہ ایک صنم کی طرح مورت بن چکی ہو۔ اس کے ہاتھوں کی حدت اس کے جسم میں سرایت کرنے لگی۔ سانسوں کی روانی میں تیزی آگئی مگر اس نے کنیز بانو کو اپنی گرفت سے آزاد نہ کیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں چھوٹے سلطان۔۔۔چھوڑیے مجھے۔۔۔" اس نے کلائی کو آزاد کرانے کی کوشش کی مگر سب بے سود رہا۔ عظمت سلطان نے اپنی گرفت پہلے سے زیادہ مضبوط کر دی۔ عظمت سلطان کی انگلیاں اس کی نازک کلائی میں دھنسنے لگیں۔ دھیرے سے وہ اس کے سامنے ہو لیا۔

"پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم مجھے دیکھ کر اتنا بوکھلا کیوں جاتی ہو؟ میں انسان ہوں کوئی جن بھوت تو نہیں۔۔۔" اس کے لہجے میں ایک عجب سا تاثر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا جسے وہ محسوس کر سکتی تھی مگر محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔

''خاموش کیوں ہو؟ جواب دو۔۔۔'' وہ قدرے خاموش اپنی کلائی کو آزاد کرانے کی کوشش کرتی رہی۔

''میری گرفت اتنی کمزور نہیں ہے کنیز بانو۔ایک بار جو چیز میری گرفت میں آجائے میری چاہ کے بغیر کبھی آزاد نہیں ہو سکتی۔'' اس نے ذو معنی لہجے میں اس کے چہرے کو ٹٹولتے ہوئے کہا تھا۔

''معاف کیجیے چھوٹے سلطان۔۔۔ میں کوئی چیز نہیں، ایک انسان ہوں اور میری نسبت میرے چچازاد سے طے ہو چکی ہے۔'' ایک بار پھر اس نے اسی لفظ کا سہارا لیا لیکن اب وہ اس جملے کو سننے کا جیسے عادی ہو چکا تھا تبھی اس کی گرفت کمزور نہ ہوئی بلکہ ایک معنی خیز مسکراہٹ نے جنم لیا۔

''لیکن کنیز تو ہو ناں میری۔۔۔!!'' وہ ابھی تک اپنی آنکھوں کو جام دیدار سے سیراب کر رہا تھا۔جبکہ اس کی نگاہیں کنیز بانو کے لئے کسی لاوا سے کم نہ تھیں۔چاہتیں اور خواہشیں ایک طرف۔۔ عزت و ناموس ایک طرف۔۔۔ اس وقت اسے اپنی عزت، چاہت سے زیادہ پیاری تھی۔ چہرے پر ناگواری کے اثرات ابھرے اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی کو آزاد کروانا چاہا لیکن ایک صنف نازک کے ہاتھ بھلا ابن آدم کے آگے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ اپنی تئیں اس نے پوری سعی کی مگر آخر میں جیت عظمت سلطان کی ہی ہوئی۔ وہ دبے لہجے میں مسکراتا ہوا کنیز بانو کی کیفیت سے حظ اٹھاتا رہا۔

''خدا کے لئے مجھے چھوڑ دیجیے چھوٹے سلطان۔۔۔ میری نسبت۔۔۔'' اس نے روہنسا لہجے میں کہنا چاہا تھا لیکن عظمت نے مداخلت کی۔

''مجھے معلوم ہے تمہاری نسبت طے ہو چکی ہے لیکن یاد رکھو نسبت ٹوٹ بھی سکتی ہے اور یہ رشتے کی گنجائش نکاح کے ہو جانے تک باقی رہتی ہے۔'' یہ جملہ اپنے اندر جانے کیسی چاشنی سمیٹے ہوئے تھا۔کنیز بانو جو پہلے بے قرار پنچھی کی طرح اڑنے کی کوشش کر رہی تھی ، یہ جملہ سنتے ہی پرسکون ہوگئی۔ اپنی نگاہوں کو اٹھا کر عظمت کی طرف دیکھا تو آنکھیں آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ایک طرف طمانت تھی تو دوسری طرف ابھرتے جذبات۔ ایک طرف چاہت تھی تو دوسری طرف ٹھاٹھے مارتی خواہشیں۔۔کنیز بانو کا دوسرا ہاتھ خود بخود نیچے سرک گیا۔ساعت میں ایک عجب سا گیت گونجنے لگا۔ ہواؤں کی سرگوشیاں یکدم تیز ہوگئیں۔کتنے ہی لمحے ایسے بیت گئے۔

''عظمت سلطان۔۔۔۔'' چچی جان کی آواز آئی تو کنیز بانو کو جیسے ہوش آیا۔ پیچھے ہٹی تو اس کا ہاتھ خود بخود عظمت کی گرفت سے آزاد ہوگیا۔ ایک بار پھر آنکھیں شرم سے پانی پانی ہوگئیں۔اس نے پلٹنا چاہا تو اس نے دوبارہ اس کو جانے سے روک دیا۔

''یہ تو لیتی جاؤ۔۔۔'' اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھایا اور سوٹ آگے کر دیا۔اس بار وہ منع نہ کر سکی اور بنا پلٹے وہ سوٹ اپنے قبضے میں لے لیا اور دوڑتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔اس کو یوں جاتا دیکھ کر اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

☆......☆......☆

کئی دن تک وہ اس سوٹ کو روزانہ سونے سے پہلے دیکھتی اور پھر یونہی رکھ دیتی۔دل چاہتا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہ ایک بار پہن کر دیکھے لیکن پھر جذبات جانے کونسی راہ پر چل نکلتے۔ وہ سوچتی رہ جاتی اور کسی اور سوٹ کو زیب تن کر لیتی۔ آج بھی جب وہ کمرے کی صفائی کرتے عظمت کے کمرے میں گئی تو جانے سے پہلے اسی سوٹ کو دیکھ کر الماری میں رکھ دیا۔ عظمت کمرے میں موجود نہیں تھا۔ اس نے اسٹڈی ٹیبل سے نوٹس سمیٹ کر کاپی میں رکھنا چاہے تو انجانے میں اس کی نگاہ ایک پیپر پر پڑی۔

"Write a comprehensive note on commen person."

اس جملے کو اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں ترجمہ کیا۔ وہ آٹھ کلاس تو پڑھ ہی چکی تھی۔ کچھ انگلش کے ورڈز سے آشنا تھی۔ بس ایک وورڈ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"comprehensive" یہ لفظ اس نے ابھی تک پڑھا نہیں تھا۔ باقی لفظوں کا مطلب وہ سمجھتی تھی۔

"عام آدمی پر کچھ لکھو۔۔۔" اس نے ترجمہ کیا۔ یہ دیکھ کر اس کے اندر ایک تجسس پیدا ہوا۔ اس نے اپنا کام چھوڑا اور کاپی سے نوٹس کو دوبارہ نکال کر ٹٹولا۔ کچھ تو فوٹو کاپی تھے۔ جس پر بہت کچھ انگلش میں لکھا ہوا تھا۔ جو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا لیکن جس پیپر پر یہ نوٹ لکھا تھا اس کے ساتھ سات صفحات منسلک تھے مگر اس پر کچھ بھی درج نہ تھا۔

"شاید چھوٹے سلطان نے ابھی لکھا ہی نہیں۔۔" اس نے اندازہ لگایا اور پھر دوبارہ رکھنے کے لئے کاپی رکھی تو اس کی نظر صفحہ کے شروع میں لکھی تاریخ پر گئی۔

"Submission Last Date" ایک بار پھر وہ Submission کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہی لیکن لاسٹ ڈیٹ کا ترجمہ اس نے آخری تاریخ کیا۔

"آخری تاریخ۔۔۔ یہ تو کل ہے۔۔" اس کو قدرے تشویش ہوئی۔

"چھوٹے سلطان لگتا ہے بھول گیا۔۔ یہ نوٹ لکھنا۔۔ چلو میں یاد کروا دوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے اس پیپر کو کاپی میں رکھنے کی بجائے کاپی کے اوپر رکھا اور اس پر ایک پزل گیم کا بکس رکھ دیا۔

"کیا یاد کروا دو گی؟" عظمت کی دفعتہ آواز پر وہ بری طرح چونکی اور پلٹ کر دیکھا تو وہ کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ لائیٹ چاکلیٹ کلر کی ٹی شرٹ اور ڈارک براؤن رنگ کی جینز میں ملبوس وہ ہمیشہ کی طرح پرکشش نوجوان لگ رہا تھا۔

"جی۔۔ وہ میں۔۔۔" عظمت کو دیکھ کر اس کی آواز کپکپانے لگی

"جی۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔ کیا یاد کروانا چاہتی تھی صاف صاف کہو۔۔" وہ اب اس کی طرف ہی بڑھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ سب فاصلے مٹ جاتے کنیز بانو نے عجلت سے وہ نوٹ کھینچا تو پزل بکس زمین پر لڑھک گیا مگر وہاں کسی کو اس کی پرواہ نہ تھی۔

"یہ نوٹ۔۔ آپ کو یہ نوٹ جمع کروانا تھا۔ کل آخری تاریخ ہے۔" اس نے برق رفتاری سے اپنا جملہ مکمل کیا تو عظمت کے قدم کچھ فاصلے پر ہی رک گئے۔ وہ نوٹ اس کے ہاتھوں سے لیا اور پھاڑ کر ٹکڑوں کو ہوا میں اڑا دیا۔

"اوہ یہ نوٹس۔۔۔ ہنوں۔۔" اس نے بے نیازی کے ساتھ کہا اور ٹکڑوں کو ہوا میں لہرانے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عظمت کی

کے بعد بے نیازی سے کندھے جھٹکے۔ اس حرکت پر کنیز بانو ششدر رہ گئی۔

"یہ کیا کیا آپ نے چھوٹے سلطان۔۔ یہ تو آپ کا ہوم ورک تھا۔ آپ نے پھاڑ دیا۔۔" اس نے استفہامیہ انداز میں ان ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کیا۔

"اسے ہوم ورک نہیں اسائنمنٹ کہتے ہیں اور جب میں یہ اسائنمنٹ کرنے والا ہی نہیں تو پھاڑ دینا ہی بہتر تھا۔" یہ کہتے ہوئے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔

"نہیں۔۔ کرنے والے۔۔۔ مگر کیوں؟ دیکھیے اسکول کا کام دل لگا کر کرنا چاہئے۔ ورنہ ٹیچر ناراض ہوتے ہیں۔" وہ بڑی معصومیت سے اس کو کہہ رہی تھی جبکہ وہ اسکول کا لفظ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ میں سچ ہی تو کہہ رہی ہوں۔۔" وہ عظمت کو ابھی تک سمجھنے سے قاصر تھی یا پھر اپنے لفظوں کو سمجھ ہی نہیں سکی تھی۔

"دیکھو کنیز بانو۔۔ میں اسکول نہیں یونیورسٹی جاتا ہوں اور یہاں ٹیچر ویچر ناراض نہیں ہوتے بس اسائنمنٹ نہ کرنے کے مارکس کٹتے ہیں اور کچھ نہیں۔۔" اس نے لاپرواہی کے ساتھ کہا اور دونوں ہاتھوں کو سر کے نیچے گھسیٹ لیا۔

"مارکس تو کٹتے ہیں ناں۔۔ آپ کو کیا مارکس کی پرواہ نہیں ہے کیا؟" اس نے اپنی نظریں عظمت کی طرف کیں تو وہ خود بخود لوٹ آئیں۔ لیٹتے ہوئے اس کی ٹی شرٹ ذرا اکٹھی ہو چکی تھی۔ جس کا احساس عظمت کو کنیز بانو کی جھکی نگاہوں سے فوراً ہو گیا۔ جھٹ اٹھ بیٹھا اور ٹی شرٹ کو ذرا کھینچا اور دوبارہ گویا ہوا۔

"مارکس کی پرواہ ہے لیکن مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ اس اسائنمنٹ میں کیا لکھوں؟" اس نے جواز بتایا۔

"سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔؟ کیا مطلب ہے آپ کا چھوٹے سلطان؟"

"دراصل بات یہ ہے کہ نوٹ مجھے کسی عام آدمی پر لکھنا ہے۔ عام آدمی کیا ہوتا ہے؟ کیسے زندگی بسر کرتا ہے؟ صبح شام کیسے گزارتا ہے؟ زندگی میں آنے والے طوفانوں کا سامنے کیسے کرتا ہے؟ اور اس طرح کا بہت سا مواد۔۔۔" اس نے کہتے ہوئے ایک سرد آہ بھری اور اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھا جہاں پزل بکس گرا تھا۔

"تو لکھ دیجیے۔۔ اس میں اتنا سوچنے والی کیا بات ہے؟" آگے بڑھ کر کنیز بانو نے کہا۔ عظمت نے نیچے جھک کر خود پزل بکس اٹھایا لیکن اس بار اپنی ٹی شرٹ کو ذرا تانے رکھا۔ واپس پلٹا اور اسے اسٹڈی ٹیبل پر دوبارہ رکھ دیا۔

"سوچنے والی بات یہ ہے کہ میں یہ سب کچھ نہیں جانتا۔" عظمت سلطان کی اس بات پر ایک خاموشی نے دونوں کے درمیان ڈیرہ جما لیا جسے اگلے ہی لمحے خود عظمت نے توڑا۔

"میں شروع سے ہی محلوں اور حویلیوں میں پلا بڑھا ہوں۔ یہ عام آدمی کیسے ہوتے ہیں ان کا لائف اسٹینڈرڈ کیسا ہوتا ہے؟ مجھے کچھ معلوم نہیں۔" اس نے ایک بار پھر سرد آہ بھری اور دوبارہ کنیز بانو کی طرف پلٹا۔

"بس اس لئے۔۔۔ میں یہ اسائنمنٹ نہیں لکھ رہا۔۔" اب وہ وارڈ روب کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازہ وا کرنے کے بعد نائیٹ گاؤن نکالا اور واش روم کی طرف بڑھنے کے لئے ابھی قدم ہی اٹھائے تھے کہ کنیز بانو عجلت سے گویا ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تو پھر میں آپ کی مدد کر دیتی ہوں۔۔۔ مجھے تو پتا ہے کہ عام آدمی کیسا ہوتا ہے؟ کیسے زندگی گزارتا ہے۔۔" اس نے معصومانہ لہجے میں کہا تو وہ ٹھٹک کر رہ گیا۔ استفہامیہ نگاہوں سے کنیز بانو کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں چھوٹے سلطان۔۔۔!! میں لکھواتی ہوں ناں آپ کو۔۔ مجھے معلوم ہے سب کچھ۔۔؟" اس نے ایک بار پھر جملہ دہرایا تو اس بار عظمت کے لب ہلے۔

"کیا مطلب؟ تم یہ اسائنمنٹ لکھنے میں میری مدد کرو گی؟" وہ اس کی بات پر ہنس دیا۔ وہ سمجھا شاید یہ مذاق کر رہی ہے۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے چھوٹے سلطان؟ میں نے آٹھ جماعتیں پڑھی ہیں گاؤں کے اسکول سے۔ وہ تو آگے بھی پڑھتی لیکن۔۔۔" اس کی زبان خود بخود پھسلنے لگی مگر اس نے جلد ہی اپنی زبان کو لگام دی اور موضوع تبدیل کر دیا۔

"خیر۔۔ آپ لکھیں۔۔ میں بتاتی ہوں آپ کو کہ کیا لکھنا ہے؟" اس نے اسٹڈی ٹیبل سے کاغذ کے پیپر اٹھائے اور عظمت کے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ عظمت اس کو ششدر دیکھتا جا رہا تھا۔ اسے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کنیز بانو نے فوراً بولنا شروع کر دیا۔ عظمت سلطان نے نائیٹ گاؤن صوفے پر پھینکا اور اسے ٹوک دیا۔

"کوئی غلطی ہوئی کیا؟" اس نے معصومانہ کہا۔

"غلطی کوئی نہیں ہوئی۔۔۔ لیکن تم اردو میں بول رہی ہو اور مجھے اسائنمنٹ انگلش میں لکھنا ہے۔" اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا؟ میں اردو میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ آپ انگلش میں اسے ترجمہ کر کے لکھ دیں۔" اس مشکل کا بھی کنیز بانو نے حل بتا دیا۔ کنیز بانو کی اس عقل مندی پر وہ شانے اچکا کر رہ گیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔۔ چلو پھر۔۔۔" وہ اسٹڈی ٹیبل پر جا بیٹھا جبکہ کنیز بانو ٹہلتے ہوئے اسے عام آدمی کے متعلق بتاتی رہی۔ وہ لکھتا رہا۔ لکھتا رہا اور بس لکھتا رہا۔ آج نہ جانے کیوں اس کا قلم خود بخود چلتا جا رہا تھا۔ لکھنے میں مزہ بھی آ رہا تھا۔ کنیز بانو کی آواز اس کی سماعت میں پہنچتے ہی جملے کو انگلش میں کنورٹ کر دیتی اور اس کا قلم اگلے ہی لمحے اسے کاغذ پر نقش کر دیتا۔ ٹہلتے ہوئے وہ مسلسل اپنے ہاتھوں کا بھی استعمال کر رہی تھی۔ وہ مکمل طور پر بھول چکی تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ خود کو ایک بار پھر گاؤں کے اسی کچے اسکول میں محسوس کر رہی تھی۔ جہاں اکثر صبح صبح وہ ٹیچر کو اپنا سبق سناتی تھی۔ اس وقت وہ ایک اسٹوڈنٹ تھی لیکن آج وہ ایک ٹیچر کی طرح عظمت کو عام آدمی پر لیکچر دے رہی تھی۔

"ایک عام آدمی جب بہت سے عام کرتا ہے تو عام لوگوں میں خاص بن جاتا ہے۔"

"اصل زندگی تو عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ جنہیں ہر شے حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ روٹی کے نوالے سے لے کر قبر کی مٹی تک کوئی شے بیٹھے بٹھائے نہیں ملتی۔" وہ کہتی جا رہی تھی اور یہ سنتا جا رہا تھا۔ قلم رک گیا۔ مگر اس کی آواز نہ رکی۔ وہ بس اپنی دھن میں تھی۔ عظمت نے قلم کو سائیڈ پر رکھا اور پلٹ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی، دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھ کر اسے یک ٹک دیکھنے لگا۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اور دل میں عجیب سا جذبہ خود بخود پروان چڑھ رہا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حنا ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی،

جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com

www.paksociety.com

تھا۔ وہ کبھی واش روم کے دروازے تک جاتی تو کبھی بیڈ کے پہلو تک۔۔۔ دونوں کے مابین وہ نہ جانے کتنے چکر کاٹ چکی تھی۔ اگر وہ اس کی باتوں سے بوریت محسوس کرتا تو ضرور ان چکروں کو گنتا لیکن اسے تو اس کا بولنا اچھا لگ رہا تھا۔ آنکھیں نیم خماری میں اسے دیکھ رہی تھیں اور وہ ٹہلتے ہوئے اپنا لیکچر دے رہی تھی۔ تبھی لاشعوری طور پر اس کی نگاہیں عظمت کی طرف گئیں تو حیرت سے گویا ہوئی۔

''یہ کیا آپ لکھ نہیں رہے؟'' وہ آگے بڑھی تو اس نے اپنی ہنسی کو ضبط کیا اور اپنی نشست پر کھڑا ہوا۔

''جناب۔۔!! میں نے لکھنا تو پچھلے پندرہ منٹ سے بند کیا ہوا ہے؟'' اس نے غیر معمولی لہجے میں کہا۔

''کیوں؟'' اس نے برجستہ کہا۔

''کیونکہ اسائنمنٹ صرف ۷ صفحات پر مبنی تھی اور میں ۱۱ صفحات لکھ چکا ہوں۔'' اس نے جواز پیش کیا۔

''تو آپ مجھے روک دیتے۔۔ میں اتنی دیر سے بولے جا رہی تھی۔۔'' اس نے کہا۔

''کیوں روک دیتا؟ آخر پہلی بار تم میرے سامنے بلا جھجک بول رہی تھی۔ اب ایسے کیسے روک دیتا؟'' اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تو کنیز بانو کو بہت شرمندگی محسوس ہوئی۔

''معاف کیجیے۔۔ مجھے معلوم ہی نہیں ہوا تھا۔ اگر معلوم ہوتا تو میں اتنا نہ بولتی۔۔'' اسے واقعی شرمندگی ہو رہی تھی۔ اسی لئے دونوں ہاتھ عظمت سلطان کے سامنے جوڑ لئے۔

''ارے۔۔ یہ کیا کر رہی ہو؟ تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ مجھے کچھ برا نہیں لگا۔'' اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھوں کو سمیٹ لیا۔ ایک بار پھر احساس جسم سے جسم تک مسافت طے کرنے لگا۔

''معاف کر دیجیے۔۔۔'' اس بار یہ گرفت اتنی مضبوط نہیں تھی۔ تبھی کنیز بانو نے ایک ہی جھٹکے میں اپنے آپ کو آزاد کروایا اور باہر کو چل دی اور پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ عظمت سلطان نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہ کی۔ کیوں؟ شاید دونوں جانتے تھے۔

☆......☆......☆

عظمت سلطان کے کہنے پر آج اس نے پہلی بار وہ خاکی رنگ کا سوٹ زیب تن کیا۔ کئی لمحوں تک تو وہ خود اپنی نظریں آئینے سے نہ ہٹا سکی۔ سفید رنگت پر خاکی رنگ جس پر کہیں کہیں سیاہ رنگ کی دھاریاں تھی۔ دیکھنے میں ایک عام سا سوٹ تھا لیکن دینے والا بہت خاص تھا۔ زندگی میں کسی بھی اجنبی کی طرف سے ملنے والا پہلا تحفہ اس نے استعمال کیا تھا۔ سلیم کا خیال کچھ دنوں سے اس کے ذہن سے بالکل نکل چکا تھا۔ شہر میں آنے کے بعد کچھ دن تک وہ اپنے گھر کو یاد کرتی رہی مگر پھر نہ جانے کیوں وہ اس نئے ماحول کی عادی ہو گئی۔ جب بھی کسی اپنے کو دیکھنے کا دل چاہتا تو چپکے سے عظمت کو دیکھ لیتی۔ ساری تشنگی بجھ جاتی۔ آج بھی وہ اپنے آپ کو سجا رہی تھی۔ کس کے لئے؟ شاید وہ جانتی تھی یا پھر نہیں۔۔۔ بات چاہے کوئی بھی تھی اتنا ضرور تھا۔ اس کے دل میں بھی جذبات داخل ہو چکے تھے۔ جسے وہ جھٹلا تو سکتی تھی مگر منہ موڑ نہیں سکتی تھی۔ بس انہی خیالوں سے پیچھا چھڑاتی ہوئی وہ عظمت کے کمرے میں داخل ہوئی۔ بائے چانس اس دن عظمت نے بھی خاکی رنگ کی شرٹ زیب تن کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئی تھی۔ وہ بیڈ کے ساتھ جھکا دراز سے کوئی شے نکال رہا تھا۔

"کوئی شے چاہیے کیا آپ کو؟" اس نے پوچھا تو وہ یکدم پلٹا تو آنکھوں کو اس کے وجود سے نہ ہٹا سکا۔ آج وہ غضب کی خوبصورت لگ رہی تھی۔ خاکی رنگ اس پر بہت جچ رہا تھا۔ اگرچہ پلٹتے ہوئے اس نے کچھ کہنے کے لئے اپنے لب کھولے تھے مگر الفاظ نکلنے سے پہلے ہی اس کا وجود سامنے آگیا۔ الفاظ معدوم ہو گئے۔ اپنی حقیقت کھو گئے۔ آنکھیں یک ٹک سر تا پا اس کے دیدار سے سیراب ہونے لگیں۔ وہ دھیرے سے اس کے پاس ہو لیا۔ اس بار کنیز کے قدم جانے کیوں پیچھے نہ ہٹ سکے۔ فاصلہ مٹتے چلے گئے

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ بس ایک کمی ہے۔۔۔" اس نے تعریف بھی کی تو ادھوری سی۔ شاید کنیزوں کی زندگی میں ہر شے ادھوری ہوتی ہے۔

"کمی کیا؟" اس نے بجھے بجھے لہجے میں پوچھا۔ وہ اس کے ذرا قریب ہوا اور دھیرے سے پیچھے کی جانب کھسک گیا۔ کنیز بانو کی پشت اور عظمت کا سینہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ وہ اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر آئینے کے سامنے لے گیا۔ آنکھیں خود بخود بند ہونے لگی۔ عظمت کے دل کے دھڑکن وہ اپنی پشت پر محسوس کر سکتی تھی۔

"بس انہیں آزاد کر دو۔۔۔" اس نے اپنے ہاتھ اس کی زلفوں کی طرف بڑھائے اور انہیں آزاد کر دیا۔ آج پہلی بار کنیز بانو نے کسی اجنبی کے سامنے اپنی زلفوں کو آزاد کیا تھا اور عظمت نے بھی پہلی بار کنیز بانو کو کھلی زلفوں کے ساتھ دیکھا تھا۔ حسین لہراتی سیاہ خم دار لمبی زلفیں۔۔۔ جیسے عظمت کے دل میں اتر ہی گئی تھی۔

"اب تمہارے حسن میں نکھار آگیا ہے۔"

اس کا لہجہ نیم خماری جیسا تھا۔ وہ آئینے میں یک ٹک کنیز بانو کو تکتا ہی جا رہا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو کنیز بانو کے شانوں پر رکھے وہ کب تک کھڑا رہا، اسے کچھ علم نہیں تھا۔

"آپ۔۔۔ کچھ ڈھونڈ رہے تھے؟" وہ عظمت کی نظروں کی حدت اب مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی تبھی اپنے وجود کو سمیٹتے ہوئے پلٹی تو اس کی زلفیں عظمت کی شرٹ کے بٹنوں میں الجھ گئیں اور وہ اس کے فولادی سینے سے جا ٹکرائی۔ پہلی بار وہ اس کے سینے سے مس ہوئی تھی۔ سحر انگیز لمس۔۔۔ اگر وہ مزید لمحے اس کے سینے سے مس رہتی تو شاید اپنے ہوش کھو بیٹھتی لیکن عجلت کے ساتھ اس نے اپنے بالوں کو کھینچا اور بنا جواب کا انتظار کیے باہر کو چل دی مگر ایک بار پھر اس نے کنیز بانو کو کلائی سے پکڑ لیا۔

"سفر کے آغاز میں ہی چھوڑ کر جانے کا ارادہ ہے کیا؟" اس بار وہ اپنے دل کے جذبات اس سے نہ چھپا سکا۔ ذو معنی لفظوں میں اس کے سامنے اپنا حالِ دل رکھ دیا۔ کنیز بانو کے گال پر سرخی چھا گئی۔ چہرہ چھپانے کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہے تو ایک ہاتھ عظمت کی گرفت میں پایا۔ دوسرے سے چہرہ چھپانے کی کوشش کی تو کوشش رائیگاں گئی۔ یہ سرخی عظمت کی نگاہوں سے نہ چھپ سکی۔

"جب آگ دونوں جانب لگی ہو تو راہ میں موجود رکاوٹوں کو توڑ دینا چاہیے۔ ملن کی گھڑیاں روز روز نصیب نہیں ہوتی۔۔۔" اس

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

بے دھیرے سے اس کا بازو اپنی جانب کھسکایا تو فاصلے مٹتے چلے گئے۔

''چھوڑیے چھوٹے سلطان۔۔۔'' آواز میں کپکپاہٹ تھی لیکن آج اس کپکپاہٹ کا جواز کچھ اور تھا۔

''سلطان بھی کہتی ہو اور حق بھی جتانے نہیں دیتی۔۔۔'' اس نے دوسرا ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لے لیا تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر دیں۔

''ان آنکھوں کو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ میں کوئی غیر شرعی کام نہیں کرنے والا۔۔ تمہیں چاہتا ضرور ہوں لیکن اسلامی قوانین کا بھی پاس ہے مجھے۔'' وہ بس کہتا جا رہا تھا اور وہ نظریں جھکائے سنتی جا رہی تھی۔

''دیکھو کنیز۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔''

''لیکن۔۔۔'' اس نے کچھ کہنا چاہا تو عظمت سلطان نے اپنی شہادت کی انگلی اس کے لبوں پر رکھ دی۔ گویا اس کے بولنے پر مہر لگا دی ہو۔ اب وہ مزید کچھ نہ بول سکی۔ انگلی اگرچہ اپنی گرفت کھو چکی تھی لیکن مہر ابھی تک باقی تھی۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں کنیز۔۔۔ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں تو بس اپنانا چاہتا ہوں اور میں نے نکاح کا سارا انتظام کر لیا۔ ہم آج اور ابھی نکاح کر رہے ہیں۔'' کنیز بانو کے لئے یہ لفظ کیا تھے؟ بہار کی مثل یا پھر خزاں کا موسم؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی؟ سلیم اور باقی سب رشتوں کو وہ اس وقت بھلا چکی تھی۔ عظمت کی ہیبت تھی یا پھر اس کی عظیم چاہت جو اسے کسی اور رشتے کی طرف دیکھنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔ یہ کنیز کی فرمانبرداری تھی یا دل میں اٹھنے والے جذبات کی شدت؟ وہ فی الوقت سمجھنے سے قاصر تھی۔ یک ٹک بس عظمت سلطان کو دیکھتی جا رہی تھی۔

''چلو میرے ساتھ۔۔'' یہ کہنا تھا کہ اس نے اس کے ہاتھوں کو تھاما اور باہر کی طرف چل دیا۔ کنیز بانو بھی کوئی مزاحمت نہ کر سکی اور اپنے ہونے والے سیاں کے نقش قدم پر چل پڑی۔ وہ سیدھا اسے کار تک لے گیا اور پھر فرنٹ سیٹ پر بٹھانے کے بعد خود کار ڈرائیو کی۔ زندگی میں پہلی بار وہ کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ ایک بار اُس وقت جب وہ عظمت کے ساتھ شہر آئی تھی لیکن تب وہ بیک سیٹ پر بیٹھی تھی اور آج عظمت کے بالکل ساتھ۔ اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی مگر یہ گھبراہٹ ملنے والی خوشی سے زیادہ نہیں تھی۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بھی وہ کن انکھیوں سے اس کو تکتا رہا۔ اس کے لبوں پر پھیلتی مسکراہٹ اس کی بے چینی کو ایک لمحے کے لئے ختم کر دیتی۔ ایک مسجد میں نکاح کرنے کے بعد وہ اسے ایک پلازہ میں لے گیا۔ دیوہیکل پلازہ کو دیکھ کر جیسے کنیز بانو کی آنکھیں کھل گئیں۔ اگر وہ اس پلازہ کی اونچائی کو دیکھنے کی کوشش کرتی تو شاید پیچھے ہی لڑھک جاتی۔

''اتنی بڑی دکان؟'' اس کی معصومیت پر عظمت ہنس دیا۔ دائیاں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے بائیں ہاتھ کو لبوں پر رکھتے ہوئے گویا ہوا۔

''یہ دکان نہیں یہ پلازہ ہے۔۔ اور شہروں میں ایسے ہی بڑے بڑے پلازے ہوتے ہیں شاپنگ کرنے کے لئے۔۔ چلو اب تمہارے لئے کچھ سوٹ پسند کرتے ہیں۔'' اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ پلازہ میں داخل ہوا۔ پلازے میں داخل ہونے کے بعد تو جیسے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گئیں۔ چمکتی دمکتی روشنیاں جیسے دن میں بھی کئی سورج طلوع ہوں۔ ہر دکان پر ماڈلز کے اسٹیچوز کو دیکھ کر تو جیسے اس کی سانسیں اٹک گئیں۔ رنگ برنگی دنیا دیکھ کر جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اسی دنیا میں قدم رکھ چکی ہے۔ ہر شے نئی اور حیران کن تھی۔ پہلے عظمت سلطان اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اور اب وہ مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اس پلازے میں کہیں کھو نہ جائے۔ عظمت کے داہنے بازو سے لپٹے ہوئے وہ چلتی جا رہی تھی۔ لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھتی اور ایک مسکراہٹ کے بعد واپس لوٹ آتیں۔

"یہ لوگ ہمیں دیکھ کر ہنس کیوں رہے ہیں؟" آخر کنیز بانو سے رہا نہ گیا اور استفسار کیا۔

"وہ اس لئے کہ تم نے مجھے پکڑا ہی کچھ اس طرح ہیں جیسے کوئی بچہ پکڑتا ہے اپنے والدین کو۔۔۔" عظمت کے کہنے پر اسے واقعی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ کھینچ لیے۔ وہ دونوں ایک شاپ میں داخل ہوئے جہاں ہر طرف لیڈیز ڈریسز تھے۔

"جو ڈریس پسند ہو۔۔۔ بتا دو مجھے۔۔۔"

عظمت نے کہا تو اس نے ایک سرسری نگاہ پوری شاپ پر ڈالی۔ عالیشان ڈریسز جو آج تک اس نے بس کسی فلم کے پوسٹر میں کسی ہیروئن کو پہنے ہی دیکھے تھے، اس کے سامنے تھے۔ حقیقت کو اتنے قریب سے دیکھ کر اس نے ایک جھرجھری لی اور جھٹ نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں۔۔۔ آپ پسند کرلیں چھوٹے سلطان۔۔۔ جو آپ پسند کریں گے، میں پہن لونگی۔" اس کے کہنے پر عظمت نے شانے اچکائے اور مختلف ڈریسز کو ٹٹولنے کے بعد ایک ہلکا آسمانی رنگ کا جوڑا پسند کیا۔

"کیسا ہے یہ؟" عظمت سلطان کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ڈریس دیکھنے میں واقعی بہت خوبصورت تھا۔ عظمت نے سیل بوائے کو بلایا تو کنیز بانو کی نگاہ اس ڈریس کے ساتھ لگے ٹیگ پر گئی جہاں اس کی قیمت تیس ہزار لکھی تھی۔ قیمت دیکھ کر جیسے اس کی اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔

"تت تت تیس ہزار۔۔۔ سنیے۔۔۔" اس نے جھٹ عظمت سلطان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"یہ بہت مہنگا ہے۔۔۔ آپ دوسری شاپ پر چلیں جہاں قیمت کم ہو۔" کنیز بانو کی اس بات پر اسے بے انتہا ہنسی آئی۔ اگر وہ اس وقت پلازے میں نہ ہوتا تو قہقہے لگا کر ہنستا مگر یہاں وہ ایسا نہ کرسکا۔ اپنی ہنسی کو ضبط کرنا ہی ماحول کا تقاضا تھا مگر مسکراہٹ کو بھلا کیسے قابو کیا جا سکتا تھا۔

"تم خاموش رہو۔۔۔ بس" اس نے ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے بس اتنا ہی کہا جبکہ وہ متجسس عظمت کو دیکھی جا رہی تھی۔ وہ اسے سمجھنے سے قاصر تھی۔ بل پے کرنے کے بعد وہ اس پلازے سے باہر نکل آئے لیکن کنیز بانو ابھی تک اسی کشمکش میں تھی

"کیا ہوا؟ تمہیں سوٹ پسند نہیں آیا۔"

عظمت اس بات کو شاید بھول چکا تھا اسی لئے دوبارہ استفسار کیا۔

"پسند تو آیا لیکن اتنا مہنگا سوٹ لینے کی کیا ضرورت تھی آپ کو۔۔۔ میں نے آج تک کبھی سات سو سے مہنگا سوٹ نہیں پہنا اور آپ میرے لئے تیس ہزار کا سوٹ لے آئے۔" اس نے ایک ہی جملے میں پوری کہانی بتا دی۔

"پسند آیا تو بس۔۔۔ میرے لئے تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم پہلے اور میں سمجھ آئی بات۔آئی ہے عزیز زیادہ پسند میری کنیز تھی اور بیوی۔۔آئی بات سمجھ میں'' اس نے اپنا چہرہ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن چھوٹے سلطان۔۔۔!!'' اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن عظمت نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''اب کچھ نہیں بولنا تم نے۔۔میرا حکم ہے تمہیں'' اس نے پہلی بار لفظ حکم استعمال کیا تھا۔ کنیز بانو خاموشی سے بیٹھ گئی۔ گھر لوٹنے پر بھی وہ خاموش رہی۔ دہلیز پر ہی دونوں کا چچی سے سامنا ہوا۔

''کہاں گئی تھی تم؟'' انہوں نے کنیز بانو کی طرف تیکھی نگاہوں سے دیکھا۔

''یہ میرے ساتھ گئی تھی۔ مجھے شاپنگ کرنی تھی۔۔'' عظمت نے آگے بڑھ کر جواب دیا۔

''لیکن بیٹا! گھر کے کام کاج ویسے کے ویسے پڑے ہیں۔ لان میں دیکھو ابھی تک اس نے پانی نہیں لگایا اور کچن میں بھی برتن بکھرے پڑے ہیں'' وہ گھورتے ہوئے کنیز بانو کی طرف بڑھیں۔

''کوئی بات نہیں چچی جان۔۔ ابھی کر دے گی یہ۔ چلو تم یہ شاپنگ بیگ میرے کمرے میں رکھ کر آؤ۔۔'' عظمت کے کہنے پر اس نے شاپنگ بیگ اس کے ہاتھوں سے لیے اور کمرے کی طرف چل دی۔ چچی جان کی نگاہ صرف شاپنگ بیگ پر گئی۔ اس پر لگے ٹیگ کو وہ نہ پڑھ سکی تبھی زیادہ سوال و جواب نہ کیے مگر دہکتی نگاہوں میں ضرور جھلسنا پڑا تھا اسے۔

''کنیزوں کو زیادہ سر پر چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا۔۔'' اس کے جاتے ہی عظمت کو نصیحت کی تو اس نے اثبات میں گردن ہلا دی اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

☆......☆......☆

''عظمت نظر نہیں آ رہا۔ کہیں گیا ہے کیا؟'' وہ عظمت کے وارڈ روب میں کپڑے رکھ رہی تھی جب راحیلہ نے اس سے سوال کیا تھا۔

''جی۔۔ وہ پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔''

اس نے کپڑے رکھتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ۔۔ میں تو سمجھی تھی وہ آ چکا ہوگا۔۔''

وہ بڑبڑائی اور پلٹنے لگی تو اس کی نگاہ بیڈ کے سرہانے پر گئی۔ وہ پلٹتے پلٹتے رک گئی اور باہر جانے کی بجائے اس نے بیڈ کا رخ کیا

''یہ۔۔'' جھکتے ہوئے اس نے سرہانے سے ایک ٹوٹی ہوئی چوڑی کا ٹکڑا اٹھایا اور واپس پلٹی۔ خاموش کمرے میں اس کی سرگوشی بھی کنیز بانو کی سماعت میں پہنچ گئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو سانسیں اٹک گئیں۔

''یہ چوڑی کا ٹکڑا عظمت کے سرہانے کیا کر رہا ہے؟'' اس نے گھور کر کنیز بانو کی طرف دیکھا تو اس کی آواز لڑکھڑانے لگی۔

''جی۔۔وہ۔۔۔'' اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلنے لگی تو راحیلہ کی نگاہیں کنیز بانو کی کلائی کی طرف گئیں۔

''یہ تمہاری چوڑیوں کا لگتا ہے ٹکڑا؟'' اس بار اس نے تیکھے لہجے میں استفسار کیا تھا۔ یہ سن کر تو جیسے اس کا حلق خشک ہو گیا۔ مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور عجلت کے ساتھ بیڈ شیٹ کو جھاڑنے لگی۔

''وہ۔۔ دراصل۔۔۔ صبح۔۔۔ جب میں۔۔۔ صفائی کر رہی۔۔۔ تھی۔۔۔ تب ٹوٹ۔۔۔ گئی تھی۔۔ اٹھانا۔۔۔ بھول

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گئی'' کپکپاتی آواز میں بمشکل اس نے اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔

''پکا یہی بات ہے؟'' اس نے مشکوک انداز میں استفسار کیا۔

''جی راحیلہ باجی۔۔۔'' اس نے اپنے ہاتھ بڑھائے تو اس نے لاپرواہی سے وہ ٹکڑا اس کے ہاتھوں پر پھینک دیا۔

''آئندہ خیال رکھا کرو۔۔۔ اگر عظمت کو چبھ جاتا تو؟'' اس کو تنبیہہ کرتے ہوئے وہ باہر کو چل دی۔ اس کے جانے کے بعد کنیز بانو نے سکھ کا سانس لیا اور دھیرے سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''خدا کا شکر ہے۔۔ راحیلہ باجی کو پتا نہیں ۔۔ورنہ۔۔'' اس نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور دوبارہ سرہانے کی طرف دیکھا تو ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر ابھر آئی۔ گزرے لمحوں کے لمس کو وہ اب بھی بیڈ پر محسوس کر سکتی تھی جو اس کی مسکراہٹ کا باعث بن رہا تھا۔

☆......☆......☆

اپنے بالوں کو تولیے سے خشک کرتے ہوئے وہ واش روم سے باہر آیا۔ کمرے کا دروازہ پہلے ہی لاک تھا۔ کنیز بانو لحاف کی تہہ بنانے میں مصروف تھی۔ اس نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر آئینے کی طرف بڑھ کر بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا۔ کچھ بوندیں کنیز پر جا گریں مگر اس نے کوئی تاثر نہ دیا۔

''میری شرٹ تو نکال کر دینا وارڈ روب سے۔۔۔'' عظمت نے کہا اور تولیے کو کندھے پر ہی رکھے رہنے دیا۔ کنیز بانو لحاف کو صوفے پر رکھنے کے بعد وارڈ روب کی طرف بڑھی اور شرٹ نکال کر واپس پلٹی۔ کنیز بانو سے شرٹ لیتے ہوئے اس نے رومانوی انداز میں اس کے ہاتھوں کو چھوا مگر اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا۔ وہ مسلسل ایک سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا؟ کوئی پریشانی ہے؟'' اس نے شرٹ لینے کی بجائے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

''نہیں چھوٹے سلطان۔۔'' اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور اس کے کندھے سے تولیے کو اٹھایا اور شرٹ پہننے میں عظمت سلطان کی مدد کی۔

''پھر یہ چہرہ مرجھایا ہوا کیوں ہے؟'' اس نے کف کے بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

''بس ویسے ہی۔۔۔'' ایک بار پھر اس نے سوچوں میں گم جواب دیا۔ کنیز بانو کو یوں خیالوں کی دنیا میں دیکھ کر اس نے اپنی شرٹ کے بٹنوں کو کھلا رہنے دیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

''اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ۔۔۔'' اس کے رخسار پر اپنا ہاتھ رکھا تو جیسے ایک نرم سا احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔

''وہ چھوٹے سلطان۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔ چچی جان کو مجھ پر شک ہو گیا ہے۔۔'' اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''شک۔۔!! کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''وہ اکثر مجھ سے پوچھتی ہیں کہ میں آپ کے اتنے آس پاس کیوں رہتی ہوں؟ اور پھر سب سے بڑھ کر کچھ دن پہلے راحیلہ باجی نے میری ٹوٹی ہوئی چوڑیاں آپ کے سرہانے پر دیکھ لی تھیں۔ اس وقت تو میں نے جھوٹ سے کام لے لیا لیکن کب تک؟ وہ دونوں مجھ پر ہر وقت نظریں گاڑھے رکھتیں ہیں۔۔۔!!'' اس نے ایک ایک بات سے عظمت کو آگاہ کیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہتے ہی اس نے کنیز بانو کو اپنی باہوں میں لے لیا۔ اس کے گیلے بالوں کی ایک بوند اس کے ہاتھوں پر آگری۔ ایک احساس اس کے جسم میں اترتا چلا گیا اور وہ ایک بار پھر اپنے دل کے ڈر کا اظہار نہ کرسکی۔

☆......☆......☆

اب ان کے جانے میں فقط دو دن بقایا تھے۔ عظمت کی تعلیم بھی مکمل ہو چکی تھی۔ رزلٹ اور ڈگری سب کچھ اس کے پاس تھا۔

''اب کیا کرنے کا ارادہ ہے بھائی صاحب!'' بابر نے پوچھا تھا۔

''بھئی... اب تو ہم گھر جا رہے ہیں واپس... آخر ایک سال ہو گیا، گاؤں کو دیکھے ہوئے...'' اس نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ اتنے میں کنیز بانو سب کے لئے ایک ایک چائے لے آئی۔

''یہ کیا؟ ابھی سے... ابھی تو دو دن بقایا ہیں...'' فوراً راحیلہ نے مداخلت کیا۔

''تو کیا ہوا... دو دن پہلے بھی تو جا سکتے ہیں ہم...'' چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے عظمت نے جواب دیا تو راحیلہ کا منہ اتر گیا۔ بابر نے ایک نظر کنیز کی طرف دیکھا اور پھر چائے کا گھونٹ لیا۔

''بات جو بھی... بھائی صاحب آپ کے جانے کے بعد ہم آپ کی اس کنیز کے ہاتھوں کو بہت مس کریں گے...'' اس نے ذو معنی لہجے میں کہا تو عظمت نے تنبیہہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

''میرا مطلب ہے بھائی صاحب کہ یہ اتنے مزے مزے کے کھانے تو بنا کر دیتی تھی اور پھر اس کے ہاتھوں کی چائے... آفرین... آفرین...'' اس نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے

''اچھا...'' یہ سن کر وہ بھی قدرے سوچ میں ڈوب گیا۔

''چھوٹے سلطان... آپ انہیں ہمارے نکاح کے بارے میں بتا کیوں نہیں دیتے؟ ایسے ان کا شک بھی دور ہو جائے گا اور جس نظر سے وہ اب مجھے دیکھتے ہیں، اس نظر سے...'' وہ اپنا جملہ ابھی مکمل بھی نہ کرسکی تھی کہ عظمت نے مداخلت کی۔

''نہیں... ایسا سوچنا بھی مت...'' اس نے برجستہ کہا۔

''ابھی ہمارے نکاح کی خبر فقط ہم دونوں کے درمیان ہی رہنی چاہیے... سنا تم نے...'' اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''لیکن چھوٹے سلطان...'' اس نے کچھ کہنا چاہا۔

''سنا نہیں تم نے... کیا کہا میں نے...'' اس کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا۔ شاید مالک اور کنیز کا رشتہ درمیان میں آگیا تبھی ایک بار پھر اس کی نگاہیں جھک گئیں مگر اس بار جھکنے کی وجہ شرمندگی نہیں بلکہ بے بسی تھی۔

''دیکھو... سال مکمل ہونے میں بس ایک ماہ رہ گیا ہے۔ اگلے ماہ ہم دوبارہ گاؤں جا رہے ہیں اور گاؤں پہنچنے تک ہم یہ سچائی کسی کو نہیں بتا سکتے۔ ایک بار میں گھر پہنچ کر بابا سلطان سے بات کرلوں پھر اس نکاح کا اعلان میں سب کے سامنے کردونگا...'' اسے اپنے سخت رویے کا احساس ہوا تو فی الفور نرم لہجے میں سمجھایا۔

''چھوٹے سلطان...'' اس کی بے بسی واضح تھی لیکن عظمت کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

''تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں... میں ہوں ناں تمہارے ساتھ...'' یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پاس سے گزرتی کنیز بانو کے دوپٹے کے پلو کو سونگھا تو جیسے عظمت کے جسم میں آگ لگ گئی۔

''بابر۔۔۔'' وہ غرایا۔ اس کے غرانے کی آواز اس قدر اچانک تھی کنیز بانو کے ہاتھوں سے ٹرے نیچے گر گئی۔ چونکہ اس کا رخ دوسری طرف تھا اس لئے وہ بابر کی اس حرکت سے انجان تھی۔

''اپنی حد میں رہو۔۔'' سخت لہجے میں اسے تنبیہہ کی۔

''بھائی صاحب۔۔!! یہ کیا ہوا آپ کو؟ میں نے تو بس۔۔۔'' اسے جیسے اپنی حرکت پر بالکل بھی شرمندگی نہ تھی۔

''میں نے تو بس کیا؟ وہ کنیز ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم اس کے ساتھ جو چاہو وہ کرو۔۔۔'' آگے بڑھ کر اس نے بابر کا گریبان پکڑ لیا۔ آنکھیں اس قدر مشتعل تھیں کسی بھی لمحے آگ اگل سکتی تھیں۔

''اور جو آپ کرتے ہیں اس کے ساتھ؟'' بابر بھی حاضر دماغ تھا جھٹ ساری بات خود عظمت پر لے آیا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا کرتا ہوں میں؟'' بابر کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی اس کی گرفت کمزور ہوگئی۔ بابر نے اپنی شرٹ کھینچ کر سیدھی اور بے اعتنائی سے گردن جھٹکی۔

''زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کریں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے، آپ دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔ بس یہ کہیں ناں کہ آپ کو اس بات پر مرچیں لگ گئیں کہ آپ کے علاوہ کوئی اور آپ کی کنیز پر حق جتلائے۔۔''

''بابر۔۔۔'' وہ غرایا اور مارنے کے لئے ابھی اپنا ہاتھ ہی اٹھایا تھا کہ راحیلہ درمیان میں آ گئی۔

''عظمت سلطان۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔ یہ مت بھولیے ایک معمولی سی کنیز کے لئے آپ بابر پر ہاتھ اٹھانے جا رہے تھے۔'' راحیلہ کا رویہ بھی جارحانہ تھا۔ یہ بات کنیز بانو کے لئے اب ناقابل برداشت ہو چکی تھی۔ شاید اسی ڈر کی بات وہ عظمت سلطان سے کرنا چاہتی تھی۔

''بس بہت ہو گیا۔ اب میں ایک پل بھی یہاں نہیں رکنے والا۔۔ چچا آئیں تو کہہ دینا کہ عظمت اپنی کنیز کے ساتھ واپس چلا گیا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

''دیکھا۔۔ سچ کتنا کڑوا لگا۔ ہنوں۔۔۔'' گردن جھٹکتے ہوئے واپس اپنا چائے کا کپ اٹھایا جبکہ راحیلہ ابھی تک عظمت کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ اس بار تو عظمت نے کنیز بانو کو بچا لیا لیکن بہت جلد وہ خود بے بس ہونے والا تھا۔

☆......☆......☆

''لیکن آپ کو ایسا برتاؤ ان کے ساتھ نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔'' کنیز نے واپسی پر عظمت کو سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن اسے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

''تم چپ کر کے بیٹھی رہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں اس کا غصہ تم پر اتر جائے۔'' اس نے سپاٹ لہجے میں کہا اور فاسٹ ڈرائیو کرنے لگا۔ کئی بار کار بال بال حادثے سے بچی لیکن اس نے اسپیڈ آہستہ نہ کی۔ کنیز نے ہراساں سیٹ بیلٹ کے ساتھ ساتھ سیٹ کے دونوں اطراف کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ اس کے خوف کو ظاہر کر رہا تھا۔ وہ بے بسی کے ساتھ عظمت سلطان کے چہرے کی طرف دیکھتی جو آگ کی مانند دہک رہا تھا۔ ایک طرف عظمت کا غصہ تھا تو دوسری طرف موسم کا ستم۔ بادل بھی اپنا قہر برسا رہے تھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

گرج کی آواز کانوں کی سماعت اچک لے جانے کو تیار تھی۔ تبھی یک دم عظمت نے کار کی بریک لگائی۔

"گوڈ ہیل۔۔۔" اس نے اسٹیئرنگ پر ایک زوردار ہاتھ مارا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل کر انجن کی طرف بڑھا۔ بادلوں کی گرج مزید بڑھ گئی۔

"بارش بھی ابھی ہونی تھی۔" دیکھتے ہی دیکھتے رم جھم بھی شروع ہوگئی۔ عظمت اور موسم کے بدلتے تیور کنیز بانو کے لیے ناقابل برداشت تھے۔ اس نے گھبراہٹ کے ساتھ باہر دیکھا تو ہر طرف پانی پانی نظر آیا۔ تبھی عظمت کی چیخ کی آواز آئی۔ جسے سن کر وہ دفعتہ کار سے باہر آئی۔

"کیا ہوا چھوٹے سلطان؟" اس نے بارش کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور عظمت کو دیکھنے باہر آموجود ہوئی۔ انجن کا ڈھکن اچانک اس کے ہاتھ پر آن گرا تھا۔

"کچھ نہیں تم جاؤ کار میں بیٹھو۔۔۔" اس کی بلند آواز بھی بارش کی نظر ہوگئی۔ صرف چند لمحوں میں ہی دونوں مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔

"نہیں۔۔ آپ بھی چلیں۔۔" پہلی بار اس نے عظمت کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تھا۔ اسے پہلے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا اور بعد میں خود اپنی سیٹ پر آبیٹھی۔ عظمت کنیز بانو کی اس حرکت کو دیکھتا رہ گیا۔ کچھ دیر پہلے جو غصہ آنکھوں میں انگاروں کی طرح بھڑک رہا تھا بارش کی بوندوں نے خاک بنا دیا۔

"کتنا بھیگ چکے ہیں آپ۔۔ سردی لگ گئی تو۔۔" یہ کہتے ہی وہ بیک سیٹ کی طرف پلٹی اور سوٹ کیس سے ایک شرٹ نکالنے کی کوشش کی۔ اسی کوشش میں وہ کئی بار عظمت سے ٹکرائی لیکن وہ یہ بات خاطر میں نہ لائی۔ جبکہ عظمت اسے یک ٹک دیکھتا ہی جا رہا تھا۔ کنیز کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپ ٹپ اس کے بازوؤں پر گرنے لگی۔

"یہ لیجیے۔۔۔" آخر کار وہ آف وائیٹ شرٹ نکالنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ واپس آگے کی طرف پلٹی اور اس کو عظمت کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

"لیکن چینج کہاں کروں؟" اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"یہی کار میں۔۔ چلیں اب اس شرٹ کو اتاریں۔۔" اس نے خود سے عظمت کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے اور وہ خاموشی سے اس کو تکتا رہا۔ اس کے ہاتھوں کے لمس کو اپنے وجود میں اتارتا رہا۔ اس کی آنکھوں کی حدت اس کے وجود کو اپنے سحر میں جکڑنے لگی تو اس نے بھی اپنے ہاتھ پیچھے کھسکا لئے اور اپنا چہرہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔ اتنے میں عظمت نے بھی شرٹ تبدیل کر دی۔

"مجھے تو شرٹ چینج کروا کے سردی سے بچا لیا۔ اب اپنے آپ کو کیسے بچاؤ گی؟" اس نے شوخ لہجے میں کہا تو کنیز بانو جیسے جھرجھری لے کر رہ گئی۔ بولنے کی سکت نہ رہی۔ آنکھیں خود بخود جھکتی چلی گئیں۔

"اب خاموش کیوں ہو؟ خود کو کیسے بچاؤ گی سردی سے۔۔۔؟ ہنوں؟" اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا تو عظمت کی دلفریب مسکراہٹ نے اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھیر دی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔ بارش کی رم جھم مسلسل جاری تھی۔ بادلوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

گرج نے ماحول میں ایک عجب سا سحر مرتب کیا ہوا تھا۔ کب تک بارش ہوتی رہی دونوں کو علم ہی نہ تھا۔ جب بارش رکی تو سورج کی سرخی اس کے چہرے کو بوسہ دینے لگی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنا سر عظمت کے سینے پر پایا جبکہ اس کی بانہیں اپنے گرد حمائل پائیں۔ وجود کی گرمی میں جانے کب دونوں خواب خرگوش کی نیند میں چلے گئے؟ اس نے اپنے زلفوں کو سمیٹا جو عظمت کے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔ کنیز بانو کی جنبش سے عظمت کے وجود میں بھی جنبش آ گئی۔

''بارش تھم گئی ہے۔۔'' اس نے جھجکتے ہوئے کہا تو عظمت نے بھی ایک جھرجھری لی۔

''اوہ۔۔ اتنی جلدی وقت بیت بھی گیا۔'' انگڑائی لیتے ہوئے عظمت سلطان نے کہا۔

''جی ہاں۔۔ اب جلدی حویلی پہنچیں۔۔ سب پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔''

''یہ تو تم نے ٹھیک کہا۔۔'' یہ کہتے ہی عظمت نے کار اسٹارٹ کی اور حویلی کی طرف چل دیے۔ کنیز بانو کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ جو وہ دوسرے رخ کیے عظمت سے چھپائے ہوئے تھی۔

☆......☆......☆

حویلی پہنچتے ہی سب نے عظمت کا پرتپاک استقبال کیا۔ سب اس کی آمد پر بہت خوش تھے۔ کار سے باہر قدم رکھتے ہی سب نے اسے اپنی آنکھوں پر بٹھا لیا جبکہ کنیز کا وجود نظر انداز کر دیا گیا۔ عظمت بھی ایک لمحے کے لئے اسے بھول گیا۔ آگے بڑھ کر بڑے سلطان کے گلے لگ گیا اور حویلی میں چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک حسرت نے جنم لیا لیکن پھر خود ہی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

''یہ سامان اٹھا کر چھوٹے سلطان کے کمرے میں رکھ دو۔۔۔'' بیگم رخسار نے پلٹتے ہوئے حکم دیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور سناؤ بیٹا! کیسا گزرا سال؟ ہمیں بھول تو نہیں گئے تھے۔۔۔''

''نہیں بابا سلطان۔۔۔ کیا بات کر رہے ہیں آپ۔۔'' آوازیں آہستہ آہستہ مدھم ہوتی گئیں۔ اس کے قدم سب سے دور چلے گئے۔ اتنے دور کہ شاید واپسی بھی ممکن نہ تھی۔

☆......☆......☆

انہیں آئے ایک ہفتہ بیت چکا تھا لیکن عظمت سلطان نے پلٹ کر اس کی طرف ایک نظر بھی نہ دیکھا۔ حویلی کے دروازے بھی اس پر بند کر دیے گئے۔

''تمہیں بس ایک سال کے لئے چھوٹے سلطان کی کنیز بنایا گیا تھا سمجھی تم۔۔ اب کل سے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔'' بیگم رخسار نے فیصلہ صادر کیا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دل نے چاہا کہ سچائی سے آشنا کر دے لیکن چھوٹے سلطان سے کیا وعدہ یاد آ گیا۔

''میں آپ کی کنیز ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔ اگر آپ اس نکاح کو ابھی منظر عام پر نہیں لانا چاہتے تو میں بھی نہیں لاؤں گی۔ آپ کا چاہ میں ہی میری راحت ہے۔ آپ کی خوشی میں ہی میری زندگی ہے۔'' ایک رات اس نے عظمت سلطان سے وعدہ کیا تھا۔ وہی وعدہ اس کے پاؤں میں بیڑیاں بن کر اس کو جکڑے ہوئے تھا۔ چار و ناچار اسے حویلی سے رخصت ہونا پڑا۔ عظمت کسی کام سے بڑے سلطان کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس سے بات بھی نہ کر سکی اور خاموشی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے سیاں کے گھر سے رخصت ہوگئی مگر اتنے عرصے کی قربت بھلا اتنی جلدی کہاں بھلائی جا سکتی تھی؟ اور جب قربت میں نکاح کا رشتہ قائم ہوجائے تو ڈوریاں پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہوجاتی ہیں۔ کہنے کو تو وہ ایک کنیز تھی لیکن شریعت میں اب وہ بیگم سلطان بن چکی تھی لیکن یہ حقیقت صرف دو روحوں کے مابین تھی۔ تیسرا بشر اس حقیقت سے بے خبر تھا۔ تبھی اس پر نئی قیامت توڑی گئی۔

''بانو بیٹا! تمہارے چچا سے میری کل بات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اب تمہاری اور سلیم کی شادی کردی جائے۔'' یعقوب علی نے کتنی آسانی سے یہ الفاظ کہہ دیئے۔ ان الفاظ کا وزن اگر معلوم کرنا تھا تو کوئی بانو سے پوچھتا جس پر زمین تنگ کردی گئی تھی۔ آسمان چھین لیا گیا تھا۔

''کک کک کیا؟ شادی۔۔۔؟'' اس کو تو جیسے اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔ نکاح پر نکاح کا سن کر تو جیسے اس کے حواس اڑ گئے۔ وہ ایک پل کے لئے نہ تو سن سکتی تھی اور نہ ہی دیکھ سکتی تھی۔ اگر وہ چارپائی پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے نہ بیٹھے ہوتی تو ضرور ہا ضرور پیچھے لڑھک جاتی۔ اپنا سر بے بسی کے ساتھ دیوار کے ساتھ ٹکا لیا۔ اس کے بعد یعقوب علی نے کیا کہا۔ اسے کچھ معلوم نہیں۔ اس کی سماعت تو جیسے لفظ شادی کے گرد گھوم رہی تھی۔

''چھوٹے سلطان۔۔۔ خدا کے لئے ایک بار سب کے سامنے ہمارے نکاح کا اظہار کر دیں۔۔ خدا کے لئے چھوٹے سلطان۔۔'' آنکھوں میں آنسوؤں کے ایک انبار نے سکونت اختیار کرلی۔ وقت کی ڈوریں جیسے الجھتی چلی گئیں۔ ہر گزرتا لمحہ قیامت بن کر اس پر ٹوٹتا چلا گیا مگر ساتھ نبھانے کا وعدہ کرنے والا نہ صبح آیا اور نہ ہی شام۔ سورج اپنے سفر پر گامزن رہا۔ چاند کی منزلیں طے ہوتی رہیں مگر کنیز بانو کا ستارہ کوہِ قاف کے اندھیروں سے طلوع نہ ہوا۔ ہر سو اندھیرا تھا۔۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ ایسے میں بھلا سانسوں میں روانی کیسے رہ سکتی تھی۔ وہ روز جیتی اور روز مرتی اور پھر زندہ کر دی جاتی۔ آنکھوں میں بیتے لمحوں کا ڈیرہ رہتا۔ عظمت سلطان کے ساتھ گزارے گئے لمحات اس کی بے قرار زندگی میں ایک پل کے لئے مسکراہٹ تو لے آتے مگر جلد ہی خزاں بن کر رخصت ہوجاتیں۔

انہی دنوں جب اس کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں اس کی طبیعت بگڑتی چلی گئی۔ ایسے میں جو قیامت ٹوٹی، وہ پورے گھر کو اپنی گرفت میں لے گئی۔ وہ قیامت بانو کے ماں بننے کی تھی۔ جو چھوٹے سے گھر کی بنیادوں کو ہلا گئی۔ بانو کے سر سے چھت کو جدا کر گئی۔ سلیم کے ساتھ جڑے رشتے کو ایک لمحے میں توڑ کر چلی گئی۔ اس رشتے کے ٹوٹنے کا تو غم نہیں تھا اسے، غم تھا تو بس اپنے ابا کے سر پر لگی بدنامی کا۔ جو اصل بات سے انجان تھا۔

''بدبخت! یہ کیا کیا تو نے؟ بیٹیاں تو اپنے ماں باپ کا سر فخر سے اونچا کرتی ہیں اور تُو نے تو ہمارے سر خاک مل دی۔۔'' بانو کی ماں نے دہائی دی۔

''نہیں اماں۔۔'' اس نے روتے ہوئے کچھ کہنا چاہا تھا۔

''بند کر اپنی بکواس۔۔ تجھے شہر اپنی عزت بچانے کے لئے بھیجا تھا تاکہ عزت گنوانے کے لیے۔۔'' اس کی کمر پر ایک زور دار گھونسہ مارتے ہوئے اس کی ماں نے کہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اماں۔۔ خدا کے لئے میری بات تو سن۔۔۔'' وہ کہتی جارہی تھی مگر کوئی سننے والا نہیں تھا۔ گاؤں والے تماشبین بن کر دیکھنے لگے مگر کوئی اس کی حمایت میں بولنے کو آگے نہ بڑھا۔

''چلی تھی حویلی پر راج کرنے۔۔۔ استعمال کیا اور پھر پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔۔۔ ہنہ۔۔۔'' ایسی اور کئی آوازیں قہر بن کر اس گھرانے پر ٹوٹ رہی تھیں۔ یعقوب علی ان آواز کو تو خاموش نہیں کروا سکتا تھا۔ یہ آوازیں اب بدستور یونہی قائم رہنی تھیں۔ امیروں کی غلطیاں بھلا کن آنکھوں میں سماتی ہیں؟ یہ غریب ہی تو ہوتے ہیں جن کی لاپرواہی بھی گناہ شمار کی جاتی ہے۔

''اب بہت ہوگیا۔۔۔'' خدا خدا کر کے یعقوب علی نے خاموشی توڑی لیکن جو فیصلہ وہ کر چکا تھا وہ بانو پر زمین و آسمان کے دروازے تنگ کر دیتا۔ سیڑھیوں سے اٹھ کر وہ چارپائی تک گیا اور اٹھ کر بانو کی کی چٹیا پکڑ کر زبردستی اٹھایا۔

''اب جس کا بوجھ لئے تو پھر رہی ہے ناں۔۔ اسی کے پاس جا۔ سنا تُو نے۔۔'' جبڑے بھینچتے ہوئے وہ اسے گھر کی چوکھٹ تک لے گیا۔

''نہیں ابا! نہیں۔۔ ایسا ظلم نہ کر مجھ پر۔۔۔ میں بیٹی ہوں تیری۔۔ مجھے گھر سے نہ نکال۔۔ خدا کے لئے ابا۔۔'' وہ منت سماجت کرتی رہی مگر خدا کے سوا کوئی اس کی سننے والا نہیں تھا۔

''بیٹی تھی تو بیٹی کا پاس بھی تو رکھتی۔۔۔ جب تُو نے یہ گھناؤنا کام کیا۔۔ جب نظر نہیں آیا کہ تُو کسی کی بیٹی اور کسی کی ہونے والی بیوی ہے۔ چل جا یہاں سے۔۔'' ایک جھٹکے سے اس کو باہر بازار میں دے پھینکا۔ اس کا نازک سا وجود اگلے ہی لمحے خاک پر تھا۔ سر سے دوپٹہ گر چکا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جل تھل جاری تھی لیکن اسے فکر تھی تو اپنے اماں ابا کی ناراضگی کی۔

''ابا۔۔ خدا کے لئے ایک بار۔۔'' اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر دوبارہ چوکھٹ پر قدم رکھتی۔ اس کے اپنے گھر کے دروازے اس پر بند کر دیئے گئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی روانی تیز ہوگئی۔ وہ دروازہ پیٹتی رہی۔ چلاتی رہی۔

''ابا۔۔!! دروازہ کھول۔۔۔ اماں۔۔۔ خدا کے لئے۔۔ اپنی بیٹی کو یونہی دربدر ہونے کے لئے مت چھوڑ۔۔ خدا کے لئے ابا۔۔ بس ایک بار مجھے اپنی صفائی دینے کا موقع دے۔۔ خدا کے لئے۔۔۔'' وہ چیختی چلاتی رہی مگر تماشبین کے سوا کوئی اس کا چارہ گر نہ بنا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین بوس ہوتی گئی۔ آواز بھی دھیمی ہوتی چلی گئی۔

''ابا۔۔ خدا کے لئے۔۔۔ میری بات تو سن۔۔ بیٹی ہوں تیری۔۔۔ اک بار میرا یقین کر کے تو دیکھ۔۔۔ اتنی بڑی مت دے سزا مجھے بیٹی ہونے کا۔۔۔ مت دے سزا۔۔۔ ابا۔۔'' آنکھوں سے اشک بہتے رہتے مگر اس وقت نہ زمین کو اس پر رحم آیا کہ پھٹ جائے اور اسے اپنے اندر سما لے اور نہ اس زمین پر رہنے والوں کو کہ کوئی اس کے سر سے گری چادر کو ایک بار پھر اس کے سر پر اوڑھا دے۔ سب تماشبین بنے رہے۔ ایک لڑکی کی عزت کا تماشا دیکھتے رہے۔

☆......☆......☆

لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ اس کی حویلی کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے سوا کوئی دوسرا مسکن بھی تو نہیں تھا اس کے پاس۔ پراگندہ وجود کے ساتھ بھلا اسے کون حویلی میں جانے کی اجازت دے سکتا تھا۔ وہ وہیں گیٹ کے سامنے ڈھیر ہوگئی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

شاید وہ ایسے ہی پڑی رہتی اگر وہ اس وقت وہاں سے نہ گزرتا۔ جیسے ہی وہ اپنی کار میں بیٹھا حویلی میں داخل ہونے لگا، سرسری نگاہ اس کے وجود پر پڑی۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ جسے وہ اتنے دن سے فراموش کیے ہوئے تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کی سانسیں اٹک گئیں مگر اس نے اترنا مناسب نہ سمجھا۔ شاید ناک آڑے آ گئی۔ وہ سیدھا اندر چلا گیا مگر اگلے ہی لمحے ایک نوکر باہر آیا۔

''اے لڑکی! تجھے چھوٹے سلطان بلا رہے ہیں۔۔''

''چھوٹے سلطان!'' زیرلب کہا اور عجلت سے اٹھ کر اندر کی طرف دوڑی۔ وہ لان میں ٹہل رہا تھا۔ سفید رنگ کی شیروانی پہنے، ہاتھوں میں سگار جلائے اس نے سرسری نگاہ اس پر دوڑائی تو وہ دوڑتی ہوئی اس کے قدموں میں آ گری۔

''خدا کے لئے چھوٹے سلطان! اپنی اس کنیز کو اپنا لیجیے۔ اپنی اس کنیز کو بے عزت ہونے سے بچا لیجیے۔ لوگ مجھ پر بدچلن ہونے کا الزام لگا رہے ہیں، اس الزام کو میرے ماتھے سے ہٹا دیجیے۔ خدا کے لئے چھوٹے سلطان۔۔!'' وہ اس کے پاؤں میں بیٹھی منت سماجت کر رہی تھی۔

''یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔ اٹھو۔۔۔ اٹھو یہاں سے۔۔'' اس نے اپنے قدم پیچھے گھسیٹتے ہوئے کہا تو جیسے ایک کنیز پر دوسرا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ اس کا مالک اس کے سر سے اپنا ہاتھ کھینچ رہا تھا۔

''خدارا! چھوٹے سلطان۔۔! آپ تو ایسا مت کہیں۔۔ آپ کی کنیز اپنا سب کچھ لٹا کر آپ کے پاس آئی ہے۔ آپ تو ایسا سلوک مت کریں۔۔'' وہ ایک بار پھر اس کے پاؤں میں گر گئی۔ بالوں کی لٹیں جنہیں کبھی عظمت سلطان اپنے ہاتھوں سے سینچتا تھا، آج اس کے چہرے پر بکھری پڑی تھیں۔

''اپنی کنیز اور اپنے وارث کو یونہی لاوارث نہ چھوڑیے۔۔'' ان الفاظ کی ادائیگی کی دیر تھی کہ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ یک ٹک کنیز بانو کی طرف دیکھنے لگا۔

''کک کک کیا کہا؟ وارث؟'' اس کی آواز اب ہکلانے لگی تھی۔

''ہاں چھوٹے سلطان! اپنے وارث کی ماں کو اتنا بدنام مت کیجیے۔۔ خدارا'' اس کے ہاتھوں سے سگار نیچے گر گیا۔ پل بھر میں ہی آسمان ٹوٹ پڑا۔ لاشعوری طور پر نگاہ سامنے گئی تو بڑے سلطان کو کھڑا پایا۔ جو اپنی قہر انگیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''بابا سلطان۔۔!!'' وہ بڑبڑایا مگر کنیز بانو پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ پہلے کی طرح ہی آہ و بکا کرتی رہی۔ نظریں جھکائے، اپنی عزت مانگتی رہی۔ بڑے سلطان اشتعال انگیز نگاہوں سے عظمت سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے دم خشک ہو گئے۔

''وہ۔۔۔ بابا۔۔۔ سلطان۔۔۔'' اس نے کچھ کہنا چاہا مگر ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کروا دیا گیا۔

''تم سے تو بعد میں بات کرتا ہوں۔۔ پہلے اس لڑکی کا کچھ کر لوں۔۔۔'' انہوں نے ایک نظر کنیز بانو پر ڈالی پھر سکھاں کو آواز دی تو وہ دوڑی چلی آئی۔

''جی بڑے سلطان۔۔ آپ نے بلایا۔''

''اس لڑکی کے رہنے کا بندوبست کرو۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔'' سکھاں کنیز بانو کو اپنے ساتھ لے گئی جبکہ اب چھوٹے سلطان اور بڑے سلطان اکیلے تھے۔

☆......☆......☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہنے کو رہنے کے لئے چھت تو مل گئی مگر ہوا وہی جو اکثر داستانوں میں ہوا کرتا ہے۔ کنیز ہمیشہ کی طرح کنیز ہی بنی رہی۔ نام ملا نہ عزت۔ صرف بے نام وجود۔ بے نام زندگی۔ رشتے کی ڈور ہوتے ہوئے بھی بے مقصد زندگی۔ عظمت سلطان نے کنیز بانو سے شادی تو کر لی مگر اس کا برملا اعتراف نہ کر پایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر سے آتے ہی اس کے لئے رشتے آنے شروع ہو گئے۔ پہلے پہل تو وہ انکار کرتا رہا مگر پھر بڑے سلطان نے اس کو بچپن میں ہونے والے رشتے کے بارے میں بتایا تو وہ سچائی کو اب مزید چھپا نہ سکا۔

"بابا سلطان میں شادی نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس نے نظریں جھکائے کہا تھا۔

"مگر کیوں؟" انہوں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"کیونکہ میں نکاح کر چکا ہوں۔۔ کنیز بانو کے ساتھ" یہ سننے کی دیر تھی کہ بڑے سلطان نے عظمت سلطان کے رخسار پر ایک تھپڑ رسید کیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بات کہنے کی؟ تم جانتے بھی اس بات کا مطلب؟" انہوں نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"جی بابا سلطان۔۔!! میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔ میں نے کنیز بانو کے ساتھ۔۔۔"

ایک بار پھر اس کے رخسار پر تھپڑ لگایا گیا۔ اس کا چہرہ مزید جھک گیا۔

"عظمت سلطان۔۔۔ یہ مت بھولو تم ایک سلطان ہو اور وہ ایک معمولی کنیز۔۔۔" وہ غرائے۔

"لیکن اب وہ کنیز میری۔۔۔" اس سے پہلے کہ عظمت سلطان اپنی بات مکمل کرتا، بڑے

برف کا ٹکڑا

سردار۔ ایک برف کا ٹکڑا اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

دکاندار۔ "ارے کیا ہو گیا بھائی صاحب کیا دیکھ رہے ہو۔"

سردار۔ "یار میں دیکھ رہا ہوں یہ لیک کہا سے ہو رہا ہے۔"

(عمران ملک۔ ٹنڈو آدم)

سلطان نے مداخلت کی۔

"خبردار! جو ایک لفظ بھی آگے بولا تو۔۔۔ یہ کنیزیں دل بہلانے کے لئے تو ہو سکتی ہیں مگر دل میں بسانے کے لئے نہیں۔۔ سمجھے تم۔۔" انہوں نے جیسے اپنا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔

"لیکن بابا سلطان۔۔!!" ایک بار پھر بڑے سلطان نے مداخلت کی۔

"اب بس۔۔ ایک لفظ بھی نہیں بولو گے تم۔۔۔ سنا تم نے اور یاد رکھنا، اس کنیز کا لفظ آج کے بعد میں تمہاری زبان سے نہ سنوں۔۔۔ سمجھے تم۔۔" عقابی آنکھوں سے وار کرتے ہوئے وہ فی الوقت تو وہاں سے چلے گئے مگر عظمت سلطان کے دل سے کنیز بانو کا خیال نہ نکال سکے۔ وہ اس سے دور تو رہا مگر ہر وقت اس کے بارے میں سوچتا رہتا مگر کچھ کر نہ سکا۔ اور اب جب وہ اس کے سامنے تھے، پھر سے بے بس تھا۔ کنیز بانو کے سامنے اس کی منگنی کی رسم ادا کی جا رہی تھی۔ اس کی نسبت کسی اور سے طے کی جا رہی تھی۔ یہ وقت کنیز بانو کے لئے کتنا کٹھن تھا، اس کا انداز عظمت سلطان لگانے سے قاصر تھا۔ لیکن اس نے اف

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تک اپنی زبان سے نہ نکالا۔ خاموشی سے ہر کام کرتی رہی۔۔ایک کنیز بن کر۔

''ارے یہ تو وہی ہے ناں۔۔ جسے اس کے گھر والوں نے بد چلن کہہ کر گھر سے نکال دیا تھا۔'' ان آوازوں نے حویلی کا بھی رخ کر لیا۔ رسم منگنی میں بھی اس کو یہ باتیں سننے کو ملیں۔ اس نے استفہامیہ نگاہوں سے عظمت سلطان کی طرف دیکھا مگر وہ بھی نظریں چرا کر رہ گیا۔ دل میں پیدا ہوئی امید کی کرن ایک بار پھر دم توڑ گئی۔ خواہشات کا خون کر دیا گیا۔

''ہم ٹھہرے اس گاؤں کے بڑے سلطان۔ اگر ہم ہی گاؤں کے بے سہارا لوگوں کو سہارا نہیں دیں گے تو اور کون دے گا۔ بدچلن سہی لیکن ہے تو اسی گاؤں کی۔۔۔'' بڑے سلطان نے لوگوں کی باتوں کا جواب تو دیا مگر اس کے وجود کو مزید پارہ پارہ کر دیا۔ اگر وہ جواب نہ دیتے تو ٹھیک تھا۔ کم سے کم اس کو بھیگ تو نہ ملتی۔ سر پر موجود چھت اب اسے ہمدردی اور بھیگ میں ملی خیرات محسوس ہونے لگی۔ جو کہ ایک بیوی کا حق ہے اس پر جتلایا جانے لگا۔ آنکھیں پرنم سی رہنے لگیں۔ وقت بیتتا چلا گیا۔ عظمت سلطان کی شادی کے دن قریب آتے گئے۔ تبھی ایک دن جو آواز اس کی سماعت میں گئی۔ جسے سن کر اس کا ریختہ وجود تقریباً اس دنیا سے کوچ ہی کر گیا۔

''بس بچہ ہو جانے تک، وہ اس حویلی میں ہے۔ اس کے بعد اس کنیز کا سایہ تک اس حویلی میں بھٹکنا نہیں چاہیئے۔ آئی بات سمجھ میں۔۔'' وہ پانی پینے کے لئے کچن کی طرف جا رہی تھی جب مہمان خانے سے بڑے سلطان کی آواز اس کی سماعت میں گونجی

''لیکن بابا سلطان۔۔'' یہ عظمت سلطان کی آواز تھی۔ جس نے احتجاج کرنا چاہا لیکن دبا دیا گیا۔

''تم سے رائے نہیں مانگی۔۔ بتایا ہے تمہیں۔۔ ایک بات یاد رکھنا، اگر تمہارے اور اس کنیز کے رشتے کی خبر کسی کو بھی ہوئی تو تمہیں عاق کرنے میں مجھے ایک سیکنڈ بھی نہیں لگے گا۔۔۔ سمجھے تم۔۔'' بڑے سلطان نے دھمکی دی تو ایک لمحے کے مہمان خانے میں خاموشی چھا گئی۔ سب کڑیاں جڑتی چلی گئیں۔ عظمت سلطان کے اظہار نہ کرنے کا سبب اب اس کے سامنے آ گیا۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنی چیخ کو دبانا چاہا۔

''اور بچہ۔۔۔'' عظمت سلطان نے کہا۔

''کسی یتیم خانے میں دے دینا۔۔۔! مگر ایک بات یاد رکھنا وہ کنیز اور بچہ کبھی ملنے نہیں چاہیئے۔۔۔ کیونکہ اگر وہ دونوں اکٹھے رہے تو اس حویلی کی شان و شوکت پر سوالیہ نشان بن سکتے ہیں۔ اس بچے کے پیدا ہوتے ہی، اس بچے کو لے جانا کسی یتیم خانے میں داخل کرانے۔۔۔'' یہ الفاظ نہیں سفاکیت کی انتہا تھی۔ کہنے والے نے کہہ دیئے۔ سننے والے نے سن لیے۔ مگر ایک ماں۔۔ اس کے لئے تو جیسے زندگی کے چراغ کو ہی بجھا دیا گیا ہو۔ اس کے بچے کو اس سے الگ کر دینا۔

''نہیں۔۔۔ میں اپنے بچے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔ نہیں رہ سکتی۔۔۔'' وہ دوڑتی اندر چلی گئی اور اندر جاتے ہی بڑے سلطان کے پاؤں میں گر کر اپنے بچے کے ساتھ رہنے کی بھیگ مانگنے لگی۔

''نہیں بڑے سلطان۔۔ ایسا ظلم مت کیجیے گا۔ ایک ماں کو اپنے بچے سے مت جدا کیجیے گا۔۔ خدارا!'' وہ منتیں کرنے لگی مگر انہوں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کو پیچھے جھٹک دیا۔
"لے جاؤ اسے۔۔۔" انہوں عظمت کو کہا تو اس نے کنیز بانو کو شانوں سے پکڑا تو اب وہ اس کے آگے منتیں سماجت کرنے لگی۔
"چھوٹے سلطان۔۔آپ تو ایسا ظلم مت کیجیے۔۔آپ کہیں گے تو ساری عمر اپنی شکل تک آپ کو نہیں دیکھاؤں گی مگر میرے بچے کو مجھ سے جدا مت کیجیے گا۔۔خدارا چھوٹے سلطان۔۔" وہ اس کے پاؤں سے لپٹی منتیں سماجت کرتی رہی لیکن کسی نے اس کی شنوائی نہیں کی۔

☆......☆......☆

خدا نے کنیز بانو کو اپنی رحمت سے نوازا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ جانتی تھی کچھ ہی دیر میں اس کی جان کو اس سے جدا کر دیا جائے گا۔ وہ رو رو کر اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے لگی۔
"اے خدا! میری بچی کو مجھ سے جدا مت کر۔۔لوگوں نے تو میری شنوائی نہیں کی۔ اب تو ہی سن لے اپنی اس بندی کی۔۔" آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ بچی کے رونے کی آوازیں بھی اس کی سماعت میں گونج رہی تھی مگر ایک بے بسی تھی جو اسے جکڑے ہوئے تھی۔ ایک حسرت تھی جو اس کے دل کو بے قرار کیے ہوئے تھی۔ اولاد کے پیدا ہونے پر کیسے باپ اس کو اپنی محبت کی باہوں میں تھام لیتا ہے لیکن اس بیٹی کا مقدر بھی کیسا تھا؟ نہ باپ کی شفقت تھی اور نہ ماں سے قرابت۔ بیٹی کی قسمت پر اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔ کچھ دن تک وہ بیٹی اس کے پاس رہی۔ منت سماجت کر کے اس نے بڑے سلطان سے مہلت مانگ لی۔ خدا نے بھی ان کے دل میں رحم ڈال دیا اور عظمت کی شادی کے دن تک اسے اور اس بچی کو حویلی میں رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس مہلت پر اس کی آنکھوں سے اشک بہہ نکلے۔ اس مہلت کو اس نے غنیمت جانا اور اپنی بیٹی پر اس نے عمر بھر کا لاڈ پیار نچھاور کر دیا۔ باپ نے تو ایک بار بھی اسے اٹھا کر نہ دیکھا مگر وہ ایک باپ کی بھی کمی پورا کرنا چاہتی تھی۔ اس کی اپنی باہوں میں تھامتی تو عظمت کی خوشبو اس کے تن سے پھوٹتی۔ آنکھوں سے بہتے اشکوں میں تیزی آجاتی مگر پھر وعدہ راہ میں حائل ہو جاتا۔ ایک کنیز کے لئے اس کے مالک کی خوشی ہی تو عزیز ہوتی ہے۔ وہ بھی یہی کر رہی تھی۔ اپنا وعدہ نبھا رہی تھی اور شاید ہمیشہ نبھاتی رہتی لیکن اب وہ ایک ماں بن چکی تھی اور ایک ماں کے لئے اس کی اولاد ہر وعدے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔
"بیٹیاں بھی عجیب قسمت لے کر آتی ہیں۔ معمولی سی لغزشیں عمر بھر کے لئے روگ بن جایا کرتی ہیں۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے غلطی ماں باپ کرتے ہیں اور اس کا انجام ان کی اولادوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔۔" اپنی اماں کے الفاظ کا مطلب اسے آج سمجھ آ رہا تھا۔ بیٹیاں کتنی حساس ہوا کرتی ہے۔ اسے آج محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے ایک غلط اٹھائے گئے قدم کا نتیجہ کتنا بھیانک تھا، وہ آج دیکھ سکتی تھی۔ اس کے ماں باپ پر کیا بیتی تھی۔ وہ سمجھ سکتی تھی۔ اس کی نظر اپنی بیٹی کی طرف گئی تو معصوم سا چہرہ سوالیہ انداز میں اس کو تک رہا تھا۔
"نہیں بیٹی! میں تیرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہونے دونگی۔۔ تجھے اس دوراہے سے نہیں گزرنے دوں گی جس سے میں گزر رہی ہوں۔" اس نے اپنی بیٹی کو بوسہ دیا اور حویلی کے ہال میں آ موجود ہوئی۔ وہاں عظمت کے نکاح کی تقریب تھی۔ نکاح ہونے میں وقت تھا۔ سب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مہمان سب جمع ہو چلے تھے۔ کسی نے اس کی طرف دیکھا تو ایک معمولی کنیز جانا اور گردن جھٹکتے ہوئے منہ موڑ لیا۔ وہ آگے بڑھتی رہی۔ عظمت پر نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ عظمت سے اپنے سوالوں کا جواب مانگتی۔ ایک بار پھر اس کے وجود کو پامال کر دیا گیا۔

''کنیز اپنے مالک کے نکاح میں کہیں ناچنے تو نہیں آئی۔۔۔'' یہ آواز اس کے کانوں چیرتی ہوئی جسم میں داخل ہوئی تو ایک جگہ اس کے لئے خالی کر دی گئی۔

مجھے پھر سے کوئی نیا خواب دے
سوال ہوں تجھ پہ تُو جواب دے
اپنی کہانی دل میں چھپائی
شکوہ گلہ کوئی لب پہ نہ لائی

قدم خود بخود اپنے سلطان کے آگے محو رقص ہونے لگے۔ الفاظ دل سے نکل کر عظمت کے دل کو چیرنے لگے۔ جو آنکھیں پہلے جھکی ہوئی تھیں اب کنیز بانو کی طرف اٹھتی چلی گئیں۔

آنکھوں میں یادوں کی
آنکھوں میں یادوں کی
بارات لے کر
تیری کنیز تیرے در پہ ہے آئی

یہ سنتے ہی بڑے سلطان بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ عظمت تو پہلے ہی کھڑا ہو چکا تھا۔ آنکھوں میں نہ جانے کیا کیا فلمی ریل کی طرح چلنے لگا۔ کنیز بانو کا ہر اٹھتا قدم عظمت سلطان کے دل کو کچلتا چلا گیا۔

زہر میں ڈوبی جدائی سہی ہے
میری زبان تو چپ ہی رہی ہے
آنسوؤں کا پانی یادوں کو دیا ہے
میرے ساتھ کیسی یہ ان کہی ہے

مجھے پھر سے کوئی، نیا خواب دے
سوال ہوں تجھ پہ، تُو جواب دے

گیت کے آخر میں وہ ایک دم اس کے پاؤں میں آ گری۔ آخری نظر اس کے چہرے پر دوڑائی۔ جیسے اپنا حق مانگ رہی ہو۔ کئی سوال ایک ہی نظر میں کر ڈالے۔ تبھی اپنی ساتھی کنیز کے ہاتھوں میں دی گئی بچی کے رونے کی آواز آئی تو وہ اسے لے کر دوبارہ قدموں میں لے آئی۔ سب کنیز کی اس حرکت میں ششدر تھے۔

''کنیز۔۔۔'' بیگم رخسار نے جھلاتے ہوئے کہا مگر وہ کس سے مس نہ ہوئی۔ قدموں میں بیٹھی بھیگ مانگتی رہی۔ بیٹی کے رونے کی آواز کانوں میں گونجتی رہی۔ شاید ایک سلطان کو پگھلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

''گستاخ کنیز۔۔۔'' بڑے سلطان آگے بڑھے اور اس پر ہاتھ اٹھا ہی چاہا تھا کہ عظمت سلطان درمیان میں آ گیا۔

''نہیں بابا سلطان۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔ کنیز کو اتنا بھی ذلیل مت کریں۔۔'' اس کے لہجے میں عاجزی تھی۔

''تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟'' عقابی نظروں سے پلٹ کر عظمت سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے بڑے سلطان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کنیز بانو کو سہارا دیتے ہوئے اٹھایا۔ اور اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں پناہ دی۔ سب کے جسم میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔

''جی بابا سلطان۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں لیکن اب میں مزید کنیز پر ظلم نہیں کر سکتا۔'' اس نے کنیز کے ہاتھوں میں موجود بچی کو اپنے بانہوں میں سمیٹا تو جیسے اس بچی کو بھی راحت مل گئی۔ ایک باپ کے سائے میں آ کر اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کا رونا بند ہو گیا۔ پہلی بار اس بچی کو اس نے سونگھا تھا۔ آنکھوں سے خود بخود آنسوؤں کا قطرہ بہہ نکلا۔

"جس بچی کو آپ بن باپ کے سمجھ رہے تھے تو جان لیجیے کہ اس کا باپ اس بچی کو اب اپنی بانہوں میں تھامے ہوئے ہے۔" ایک ہی جملے میں اس نے حویلی کی بنیاد کو ہلا ڈالا۔ کنیز نے تشکر بھری نگاہوں سے عظمت سلطان کی طرف دیکھا جو سب کی نظروں کا سامنا کر رہا تھا اور اس پر اور اپنی بیٹی پر سایہ مہربان بنا ہوا تھا۔ بیگم رخسار تو جیسے اس شاک کو برداشت ہی نہ کر سکی اور اسی وقت بے ہوش ہو گئیں۔

☆......☆......☆

"معاف کیجیے چھوٹے سلطان! میری وجہ سے آپ کو مہمانوں کے سامنے شرمندگی محسوس ہوئی۔ میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں تھا اور نہ ہی اپنے وعدے کو توڑنا۔ میں بس اس بچی کو اس کے باپ تک پہنچانا چاہتی تھی اور بس۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑے اس سے معافی مانگ رہی تھی۔

"نہیں کنیز۔۔ تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے۔ میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف سے گزرنا پڑا۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔۔۔"

"نہیں چھوٹے سلطان۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔" عظمت سلطان کے ہاتھوں کو نیچے کرتے ہوئے اس نے کہا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اب میری ذات سے کبھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔۔" عظمت سلطان نے کہا تھا۔

"شکریہ چھوٹے سلطان۔۔" اس کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو نمودار ہو گئے۔

"اب تم مجھے چھوٹے سلطان چھوٹے سلطان کہنا بند کرو۔۔ آج سے تم صرف مجھے سلطان کہو گی کیونکہ آج سے تم میرے لئے کنیز نہیں بلکہ کنیز سلطان ہو۔۔" یہ کہہ کر اس نے کنیز سلطان کو اپنی بانہوں میں لے لیا۔

"چلیں۔۔ اب حویلی سے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا سامان اٹھایا اور کمرے سے باہر کی طرف قدم ہی اٹھائے تھے کہ بیگم رخسار آ موجود ہوئی۔

"نہیں چھوٹے سلطان۔۔ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔ اپنی امی کو تم ایسے کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہو۔۔" ان کی آنکھوں میں آنسو تھے جو کہ ایک بیٹے کی جدائی میں بہہ رہے تھے۔

"لیکن امی۔۔ بابا سلطان۔۔"

"وہ کچھ نہیں کہیں گے۔۔ میں بات کروں گی۔۔ ان سے۔۔ تم بس کہیں نہیں جا رہے۔۔ سنا تم نے۔۔۔" انہوں نے اس کے چہرے پر ممتا بھرا ہاتھ پھیرا۔

"امی میں اب کنیز کو نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

"تمہیں کنیز کو چھوڑنے کے لئے اب کوئی فورس بھی نہیں کرے گا۔۔۔" یہ آواز دروازے کے باہر سے آئی تھی۔ وہاں بڑے سلطان تھے۔

"تم کنیز کو نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ اور ہم تمہیں۔۔۔ میں مانتا ہوں میں نے غصے میں غلط فیصلہ کر لیا تھا لیکن ٹھنڈے دماغ سے سوچنے پر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ ہو سکے تو اپنے بابا سلطان کو معاف کر دو۔۔۔"

"بابا سلطان۔۔۔" فرطِ جذبات میں وہ ان سے بغل گیر ہوا تو بیگم رخسار نے بھی کنیز سلطان کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY